

الَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

اللَّهُ

دُفُونِ قَبْرِ مَرْقَبِ اسْتِخَارِ وَرُحُو تِلَاوَتِ وَالْبَيْتِ

معمولات

سلسلة عالم القسبندرية مجلد ٢

مؤلف

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

مؤلف

محبوب العلماء و اصحاب

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبہ الفقیہ

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-2618003

الله ج

<http://islamicstudybooks.net>

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
8	پیش لفظ.....	
9	معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ.....	
11	دُتوف قلبی	1
12	مثال نمبر ۱.....	
12	مثال نمبر ۲.....	
13	مثال نمبر ۳.....	
14	قرآن مجید سے دلائل.....	
14	مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم ہے.....	
16	احادیث سے دلائل.....	
17	ذکر لسانی اور ذکر قلبی.....	
18	عقلی دلائل.....	
20	ذکر کے فوائد.....	
20	ذکر دل کی صفائی کا باعث ہے.....	
21	ذکر کو اللہ تعالیٰ یاد رکھتے ہیں.....	
22	ذکر سے اللہ تعالیٰ کی دوستی.....	
22	ذکر سے دائمی حیات ملتی ہے.....	
23	ذکر اطمینان قلب کا باعث ہے.....	

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
25	ذکر شیطان کے خلاف ہتھیار ہے.....	
26	ذکر افضل ترین عبادت ہے.....	
28	ذکر کی وجہ سے عذاب قبر سے نجات.....	
28	ذکر اللہ سے غفلت کا انجام.....	
29	جنتیوں کی حسرت.....	
31	مراقبہ	2
31	فکر کی کار فرمائیاں.....	
33	مراقبہ.....	
34	مراقبہ کا طریقہ.....	
36	قرآن مجید سے دلائل.....	
38	احادیث سے دلائل.....	
41	مراقبہ کے فوائد.....	
41	افضل ترین عبادت.....	
42	مراقبہ سے ایمان کا نور پیدا ہوتا ہے.....	
42	مراقبہ شیطان کیلئے باعث فحالت ہے.....	
42	مراقبہ سے روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے.....	
44	تلاوت قرآن مجید	3
45	دلائل از قرآن مجید.....	
46	احادیث سے دلائل.....	
48	تلاوت قرآن مجید کے فوائد.....	
48	تلاوت قرآن پر اجر کثیر.....	

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
49	انکھنے والے کیلئے دوہرا اجر.....	
50	قابل رشک چیز..... تلاوت قرآن	
51	قرآن پڑھنے والے کی اللہ کے ہاں قدر.....	
52	تلاوت خدا کے قرب کا بہترین ذریعہ.....	
53	قرآن پڑھنے والے کیلئے دس انعامات کا وعدہ.....	
53	قرآن پڑھنے والا انبیاء و صدیقین کے طبقہ میں شمار ہوگا.....	
54	تلاوت قرآن قوت حافظہ بڑھانے کا ذریعہ.....	
54	تلاوت قرآن دلوں کے زنج کا میٹل ہے.....	
54	قرآن کریم بہترین سفارشی.....	
57	استغفار	4
58	حجی توہ کی شرائط.....	
59	استغفار کی دو قسمیں.....	
60	قرآن مجید سے دلائل.....	
61	احادیث سے دلائل.....	
63	اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت.....	
66	استغفار کے فوائد.....	
67	اللہ تعالیٰ کے محبوب.....	
67	ہر غم سے نجات.....	
68	ہر غم سے نجات.....	
68	رزق کی فراوانی.....	

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
69	درود شریف	5
70	دلائل از قرآن مجید	
71	دلائل از احادیث	
73	درود شریف کے فوائد	
75	رابطہ شیخ	6
75	ظاہری رابطہ	
76	باطنی رابطہ	
77	قرآن مجید سے دلائل	
80	احادیث سے دلائل	
84	رابطہ شیخ کے فوائد	
84	اصلاح نفس	
85	مقامات کی بلندی	
86	اعلان مغفرت	
86	حلاوت ایمانی میں اضافہ	
87	امید شفاعت	
88	صحابہ کرام سے مشابہت	
91	ہدایات برائے سالکین	
	❀❀❀❀❀	



جب بھی کسی سالک کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کیا جاتا ہے تو اسے کچھ اسباق و معمولات بتائے جاتے ہیں جن پر پابندی سے عمل کرنا اس کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ بیعت کے وقت ان معمولات کا طریقہ کبھی اجمالاً کبھی تفصیلاً سالک کو بتا تو دیا جاتا ہے۔ لیکن ہر وقت ایسا موقع ملنا ضروری نہیں ہوتا کہ فرداً فرداً ہر مرید کو ان کی تفصیل سمجھائی جاسکے۔ چونکہ ان معمولات پر ایک سالک کی آئندہ روحانی زندگی کا مدار ہوتا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ سالکین کی رہنمائی کیلئے اس پر باقاعدہ ایک رسالہ تحریر کر دیا جائے۔ جس میں ان معمولات کا طریقہ کار، ان کی فضیلت، ان کی اہمیت و افادیت اور ان کے مقصد کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔ تاکہ سالک ان معمولات کو پورے ذوق و شوق کے ساتھ، ان کی غرض و غایت کو سمجھتے ہوئے، صحیح طریقے سے اور باقاعدگی سے کرتا رہے۔ فقیر کے خیال میں یہ کتاب ہر سالک کے پاس ہونی چاہیے۔ اور اسے صرف اصلاحی کتاب ہی نہیں بلکہ شیخ کی طرف سے پہلا ہدایت نامہ سمجھتے ہوئے پڑھنا چاہیے۔ امید ہے کہ عمل کرنے والوں کیلئے یہ کتاب ترقی مراتب کا باعث بنے گی۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں
دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ له عوضا عن کل شیء

معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

بیعت کا عمل کوئی رکی اور رواجی چیز نہیں بلکہ نبی علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے۔ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع اور اپنی اصلاح ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے سالک کو کچھ معمولات اور وظائف بتائے جاتے ہیں، جن پر باقاعدگی سے عمل کرنے سے سالک کی زندگی میں اسلامی، ایمانی اور قرآنی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ محبت الہی اس طرح انگ انگ میں سما جاتی ہے کہ آنکھ کا دیکھنا، زبان کا بولنا اور پاؤں کا چلنا بدل جاتا ہے۔ سالک یوں محسوس کرتا ہے کہ میرے اوپر منافقت اور دورگی کا غلاف چڑھا ہوا تھا جو اتر گیا ہے اور اندر سے ایک سچا اور سچا انسان نکل آیا ہے۔ وہ معمولات درج ذیل ہیں۔

(۱) وقوف قلبی

(۲) مراقبہ

(۳) تلاوت قرآن

(۴) استغفار

(۵) درود شریف

(۶) رابطہ شیخ

جس طرح ایک بیج میں درخت بننے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے اور اگر اس

بیج کو کسی مالی کے زیرِ نگرانی چند دن زرخیز زمین میں پرورش پانے کا موقع مل جائے تو وہ پھل پھول والا درخت بن جاتا ہے۔ اسی طرح سالک چند دن شیخ کے زیرِ سایہ ان اوراد و وظائف کو کر لے تو اس کی شخصیت پر حسن اخلاق کے پھول نکلنے ہیں اور اس کا شجر امید بار آور ثابت ہوتا ہے۔

یہ معمولات انسان کی باطنی امراض کے علاج کیلئے ایک تیر بہدف (Patent) نسخہ ہیں۔ ان کا فائدہ مند ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے چینی کا بیٹھا ہونا یقینی ہے۔ دنیا کے کروڑوں انسانوں نے اب تک اس نسخے کو آزمایا اور اس سے فائدہ پایا ہے۔ لیکن اگر کوئی سالک ان اوراد و وظائف کی پابندی ہی نہ کرے اور پھر شکایت کرے کہ ہمیں فائدہ نہیں ہو رہا تو اس میں شیخ کا کیا قصور ہے؟ اس کی مثال تو ایسے مریض کی سی ہے جو کسی بہت بڑے ڈاکٹر سے نسخہ تو لکھوا لے لیکن جیب میں ڈالے پھرے اور استعمال نہ کرے۔ بھلا جیب میں رکھا ہوا نسخہ کیسے فائدہ دے سکتا ہے جب تک کہ اسے استعمال نہ کیا جائے۔

ان اوراد و وظائف کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ کرنے میں بہت ہی آسان ہیں لیکن باقاعدگی سے کرنے سے پوری کی پوری شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات دو اور دو چار کی طرح ٹھوس ہے۔ جسے یقین نہ ہو آزماتا کر دیکھ لے

صلائے عام ہے یا ران نکلے واں کیلئے

اب ان اوراد و وظائف کا طریقہ دلائل اور فضائل بیان کیے جاتے ہیں۔

① وقوف قلبی

ہر گھری ہر آن، یہ رکھنا ہے دھیان، میرا دل کر رہا ہے اللہ اللہ اللہ

وقوف کا لفظی معنی ہوتا ہے ٹھہرنا، پس وقوف قلبی کے لفظی معنی ہوئے دل پر ٹھہرنا۔ اصطلاحاً اس سے مراد ہے اپنے دل کی مسلسل گنجہانی کرنا اور دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھنا۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ ہر وقت قلب صنوبری کی طرف جو بائیں پستان کے نیچے پہلو کی طرف دو انگل کے فاصلے پر ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کا دھیان رکھے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ اس کا دل کسی لمحے بھی کسی سوچ اور فکر کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر وقت کسی نہ کسی خیال کے تانے بانے بنتا رہتا ہے۔ وقوف قلبی میں انسان اس بات کی مشق کرتا ہے کہ دل کو ہر وقت کی فضول سوچوں سے ہٹا کر اللہ کی یاد کی طرف لگایا جائے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی ذات کا خیال انسان کی سوچ میں رچ بس جائے، بقول شخصے

۔ نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے

تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

مبتدی کیلئے یہ ذرا مشکل ہوتا ہے لیکن مسلسل کوشش کرنے سے یہ کام آسان

ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ سالک ظاہری طور پر اپنی زندگی کے کام کاج کرنے میں مشغول رہتا ہے جبکہ اس کا دل اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے۔ اسے کہتے ہیں ”دست بکار دل بیار“ یعنی ہاتھ کام کاج میں مشغول اور دل اللہ کی یاد میں مشغول۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان اپنے کاموں میں بھی مشغول رہے جبکہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں منہمک رہے؟ اس بات کو سمجھانے کے لئے کچھ مثالیں دی جاتی ہیں۔

مثال نمبر ۱

گاڑی کے ڈرائیور کی مثال پر غور کریں۔ وہ گاڑی بھی چلا رہا ہوتا ہے اور اپنے ساتھی سے باتیں بھی کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں ایک خود کار عمل کے ذریعے سے حرکت کر رہے ہوتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے گاڑی کے سٹیئرنگ، گیئر، کلچ، بریک کو حرکت دے رہے ہوتے ہیں۔ بظاہر وہ باتیں کر رہا ہے لیکن اندرونی طور پر اس کی سوچ گاڑی کی ڈرائیونگ کی طرف لگی ہوئی ہے۔ اسی لئے گاڑی بغیر کسی حادثے کے اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتی ہے۔

مثال نمبر ۲

دیہاتوں میں بعض اوقات عورتیں گھڑ اسر پر رکھ کر دور سے پانی بھر کر لاتی ہیں۔ بعض عورتوں کو گھڑ اٹھانے کی اتنی مشق ہو جاتی ہے کہ گھڑے کو وہ ہاتھ سے پکڑے بغیر سر پر متوازن رکھ کر چلتی ہیں۔ اس دوران وہ آپس میں باتیں بھی کرتی ہیں اور اونچی نیچی جگہوں سے بھی گزرتی ہیں لیکن لاشعوری طور پر ان کی ایک توجہ اپنے گھڑے کے توازن کی طرف بھی لگی ہوتی ہے۔ جہاں کہیں تھوڑا سا

بھی توازن میں رد و بدل ہوتا ہے ان کا جسم خود کار انداز میں اس کو درست کر لیتا ہے اور گھڑا کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔

مثال نمبر ۳

فرض کریں کوئی عورت اپنے بچے کو تیار کر کے سکول بھیجتی ہے، سکول میں اس بچے کا رزلٹ آنے والا ہے۔ اب بچے کے واپس گھر آنے تک وہ عورت گھر کے کام کاج میں بھی مشغول ہوتی ہے لیکن اس کا دھیان اور اس کی یاد مسلسل اپنے بچے کی طرف لگی رہتی ہے کہ اب میرا بچہ سکول پہنچ گیا ہوگا۔ اب نتیجہ نکلا ہوگا اب وہ واپس آ رہا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اب بظاہر تو وہ گھر کے کام کاج میں مشغول ہے لیکن ساتھ ساتھ اس کی سوچ بچے کی طرف بھی لگی ہوئی ہے۔

ان مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سالک بھی اگر توجہ اور مشق کرے تو زندگی کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ اپنی لاشعوری سوچ کو ہر وقت اپنے دل کی طرف متوجہ رکھ سکتا ہے کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔ جب یہ مشق پختہ ہو جاتی ہے تو پھر واقعی اسے ہر وقت دل سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔

۔ زندگی ہے امر اللہ زندگی اک راز ہے

دل کہے اللہ اللہ یہ زندگی کا ساز ہے

اگر کسی کو مشکل محسوس ہو کہ ہر وقت وقوف قلبی نہیں رکھ سکتا۔ تو وہ آہستہ آہستہ

اسے بڑھائے۔ مثلاً پہلے دن وہ نیت کرے کہ آج میں ایک گھنٹہ وقوف قلبی سے

رہنے کی کوشش کروں گا۔ دوسرے دن وقت کو بڑھا دے۔ تیسرے دن مزید

بڑھائے۔ اس طرح کرتے کرتے ایک وقت آئے گا کہ اسے ہمہ وقت وقوف

قلبی سے رہنے کی عادت پڑ جائے گی۔

وقوف قلبی سے رہنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیرونی خطرات کا دل میں دخل نہ ہو، انسان کے دل سے غفلت نکل جائے اور ماسوی اللہ کی طرف کسی قسم کی توجہ باقی نہ رہے۔ تاکہ آہستہ آہستہ صرف ذات الہی پر توجہ منحصر ہو جائے۔ وقوف قلبی کا خیال رکھنے سے سالک کی روحانی پرواز کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور اسے بہت جلد اثابت الی اللہ اور رجوع الی اللہ نصیب ہو جاتا ہے۔ اس لیے بعض مشائخ نے اسے واصل باللہ ہونے کا چور دروازہ کہا ہے۔

قرآن مجید سے دلائل

مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم ہے

قرآن پاک میں مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (الاحزاب: ۴۱)

[اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو]

ایک جگہ ارشاد فرمایا

وَإِذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (الجمعة: ۱۰)

[اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ]

اس آیت میں اذْكُرُوا جمع کا صیغہ بھی ہے اور امر کا بھی۔ گویا مؤمنین کو ذکر کثیر کا حکم دیا جا رہا ہے۔ مزید یہ کہ ذکر کثیر کرنے والوں کیساتھ مغفرت اور جنت کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذکر کثیر کا کیا مطلب ہے؟ کیا ہر نماز کے بعد تھوڑی دیر ذکر کر لیا کریں؟ یا صبح و شام ذکر کیا کریں یا اتنا ذکر کریں کہ تھک

جائیں؟ آخر کیا کریں؟ اس آیت کے تحت مفسرین میں سے حضرت مجاہدؒ ذکر کثیر کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

”الَّذِي كَرُّ الْكُفْرِ أَنْ لَا يَنْسَاهُ بِحَالٍ“

[ذکر کثیر یہ ہے کہ اسے کسی حال میں بھی نہ بھولے]

کسی حال میں بھی نہ بھولنے سے مراد کیا ہے؟ انسان کی تین بنیادی حالتیں ہیں۔ یا وہ لیٹا ہوگا یا بیٹھا ہوگا یا کھڑا ہوگا۔ ہر حال میں ذکر کرنے سے مراد لیٹے بیٹھے، کھڑے، کھڑے کو یاد کرے، یہی عقلمندوں کی نشانی بتائی گئی ہے۔ قرآن پاک میں اولوالالباب (عقلمندوں) کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ

(آل عمران آیت ۱۹۱)

[وہ بندے جو کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں]

مفسر صاوٹیؒ نے اس آیت کے تحت فرمایا ہے کہ

”اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو چیز بھی فرض کی ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حد مقرر کر دی ہے اور حالت عذر میں ان کو معذور سمجھا ہے۔ سوائے ذکر کے کہ نہ تو کوئی اس کے واسطے حد مقرر کی ہے اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور سمجھا ہے سوائے مجنون کے، اسی لئے ان کو اللہ نے ہر حال میں ذکر کے لئے امر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مؤمن یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنی کروٹوں پر اور اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ ذکر کی شان اور اس کی فضیلت بہت بڑی ہے“

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

”الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ أَمْ بِاللَّيْلِ“

وَالنَّهَارِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَالْعَنَى وَالْفَقْرِ
وَالْمَرَضِ وَالصَّحَّةِ وَالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ“

جو لوگ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں یعنی رات اور دن میں۔
خشکی اور تری میں، سفر اور حضر میں، غنا اور فقر میں، مرض میں اور صحت میں، خلوت
میں اور جلوت میں..... صاف ظاہر ہے ایسا ذکر تو پھر ذکر قلبی اور ذکر خفی ہی ہو سکتا
ہے جو ہر حال میں کیا جاسکے۔ لہذا معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ذکر کثیر کا جو حکم دیا
گیا ہے اس کی تفسیر ذکر قلبی، ذکر خفی یا صوفیاء کی اصطلاح میں وقوف قلبی ہی ہے۔
اس کو کرنے کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ (النساء: ۱۰۳)

[اللہ کو یاد کرو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے]

پس ثابت ہوا کہ وقوف قلبی کیلئے قرآن مجید میں حکم فرمایا گیا ہے۔

احادیث سے دلائل

متعدد احادیث میں ذکر خفی (ذکر قلبی) کی باقاعدہ ترغیب وارد ہوئی ہے،

مثلاً

..... ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ

اللہ تعالیٰ کو ذکر خال سے یاد کیا کرو، کسی نے دریافت کیا ذکر خال کیا ہے؟

ارشاد فرمایا ذکر خفی، (رواہ ابن المبارک فی الزهد، الجامع صغیر)

..... حضرت عبداللہ ؓ اور حضرت سعد ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کا درجہ رکھتا ہو۔

[صحیح ابن حبان و ابو یعلیٰ]

☆..... بخاری شریف کی حدیث ہے:

عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ ہر لمحے اللہ کا
ذکر کیا کرتے تھے۔“

اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ اور سنت
بیضاء ہمہ وقت یاد الہی میں مشغول رہنا تھی۔ اس حدیث کو اگر اپنے اطلاق اور
عموم پر بلا استثناء چھوڑ دیا جائے تو یقیناً اس سے ذکر قلبی مراد ہے۔ کیونکہ بہت سے
اوقات ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان ذکر لسانی نہیں کر سکتا۔ اس لئے مشائخ
عظام اسی کی اتباع کیلئے سالکین طریقت کو وقوف قلبی کی مشق کرواتے ہیں۔ پس
ثابت ہوا کہ ذکر قلبی کی تعلیم قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔ خوش نصیب ہیں
وہ حضرات جو اس کو سیکھنے کے لئے مشائخ عظام کی سرپرستی میں وقت گزارتے
ہیں۔

ذکر لسانی اور ذکر قلبی

ذکر کی دو قسمیں ہیں، ذکر لسانی اور ذکر قلبی۔
بقول شخصے

لِسَانِي وَقَلْبِي يَفْرَحَانِ بِذِكْرِهَا
وَمَا الْمَرْءُ إِلَّا قَلْبُهُ وَ لِسَانُهُ

[میری زبان اور میرا دل اس کے ذکر سے خوش ہے اور آدمی کے پاس دل
اور زبان ہی تو ہوتی ہے۔]

احادیث نبوی ﷺ سے ذکر قلبی کی فضیلت، ذکر لسانی پر ثابت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں (ذکر لسانی سے) ستر درجے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ جب قیامت کے دن اللہ جل شانہ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائے گا اور کرمانا کاتین اعمال نامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندے کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے ہم نے تو کوئی بھی اور چیز ایسی باقی نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہوگا کہ ہمارے پاس ایک نیکی ایسی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں ہے وہ ذکر خفی ہے۔

(مسند ابویعلیٰ بروایت حضرت عائشہ صدیقہ)

عقلی دلائل

عقلی طور پر دیکھا جائے تو بھی ذکر قلبی کو ذکر لسانی پر فضیلت حاصل ہے۔ مثلاً ☆..... ذکر قلبی ہر وقت کرنا ممکن ہے جبکہ ذکر لسانی ممکن نہیں۔ مثلاً جب سالک کھانا کھا رہا ہوتا ہے، تقریر کر رہا ہوتا ہے، یا دوکان پر بیٹھا گاؤں سے سودا طے کر رہا ہوتا ہے تو وہ زبان سے ایک وقت میں دو کام تو نہیں کر سکتا۔ گفتگو کرے یا ذکر اللہ کرے۔ زبان سے ایک وقت میں ایک کام ہی ممکن ہے۔ جب کہ ذکر قلبی کام کاج کے دوران، لیٹے، بیٹھے، چلتے، پھرتے ہر حال میں کیا جاسکتا ہے۔ ☆..... ذکر لسانی کرتے ہوئے زبان بے لگی، ہونٹ حرکت کریں گے، ہر وقت یہ ڈر ہے گا کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے جبکہ ذکر قلبی کا پتہ یا تو کرنے والے کو ہوتا ہے یا جس کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے۔

۔ وہ جن کا عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
 لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں
 ایک روایت میں آتا ہے کہ ذکر قلبی فرشتے بھی نہیں سن سکتے۔ انہیں ایک
 خوشبو آتی محسوس ہوتی ہے۔ قیامت کے دن معاملہ کھلے گا کہ یہ تو یاد الہی کی خوشبو
 تھی۔

۔ میان عاشق و معشوق رمزے است
 کرانا کاتین را ہم خبر نیست
 {عاشق اور معشوق میں کچھ راز ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کرانا کاتین کو بھی
 نہیں معلوم ہو پاتے}
 اسی لئے ذکر قلبی کو ذکر خفی کہا جاتا ہے۔

☆..... درحقیقت جسم انسانی میں یاد کا مقام قلب ہے جبکہ زبان سے اس کا اظہار
 ہوتا ہے۔ کبھی کسی ماں نے بیٹے سے یہ نہیں کہا کہ بیٹا میری زبان تمہیں بہت یاد
 کرتی ہے، بلکہ ہمیشہ یہی کہے گی کہ بیٹا میرا دل تمہیں بہت یاد کرتا ہے۔ معلوم ہوا
 کہ یاد کا مقام انسان کا قلب ہے۔ پس عقلی دلائل سے بھی ثابت ہوا کہ ذکر خفی
 افضل ہے ذکر لسانی سے۔

بقول شخصے

۔ از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ شو
 ایں طریقہ زیبا روش کم تر بود اندر جہاں
 {اندر سے تو آشنا ہو باہر سے بیگانہ ہو، یہی طریقہ بہتر ہے اور دنیا میں
 بہت کم ہے}

ذکر کے فوائد

کثرت ذکر کے فوائد بھی عجیب و غریب ہیں۔ چند ایک بیان کیے جاتے ہیں۔

ذکر دل کی صفائی کا باعث ہے

ذکر کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے انسان کے دل کی ظلمت دور ہوتی ہے۔ اور آدمی کو قلب سلیم نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَ صِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ (مشکوٰۃ)

[ہر چیز کا ایک صیقل ہوتا ہے اور دل کا صیقل (صفائی) اللہ کا ذکر ہے۔]

جب دل صاف اور روشن ہو تو اس کو عبادات میں لذت ملتی ہے اور خیر کی ہر بات اس پر اثر کرتی ہے۔ اور اور دل صاف نہ ہو تو قساوت قلب کے باعث خیر کی بات دل پر اثر نہیں کرتی اور نہ وہ عبادت و طاعت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِي جَسَدِ بَنِي آدَمَ لَمُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

[بے شک بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک ٹوٹھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ جان لو کہ وہ دل ہے]

اسی بات کو ایک شاعر نے یوں کہا ہے:

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنوار لیا وہ سنور گیا

ذاکر کو اللہ تعالیٰ یاد رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

فَاذْكُرُوا بَيْنِي اَذْكُرْكُمْ (البقرة: ۱۵۲)

[تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا]

اس آیت میں خوشخبری ہے اہل ذکر کے لئے کہ جب وہ ذکر کر رہے ہوتے ہیں یعنی اللہ کو یاد کر رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں یاد کر رہے ہوتے ہیں۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یاد یار آئی
ایک اور حدیث مبارکہ میں بھی ایسی ہی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ

”حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ، یہاں ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر (فرشتوں کے) مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔“

کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ کا ذکر ہر وقت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کا ذکر فرشتوں کی جماعت میں کرتے ہیں۔

ذکر سے اللہ تعالیٰ کی دوستی

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي

[میں اس شخص کا ہم نشین (ساتھی) ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے]

کس قدر شرف کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو اہل ذکر کا جلیس و ہم نشین کہا، لہذا جس شخص کے دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد ہوگی تو وہ گویا ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ہم جلیس ہوگا۔ اسی کو حضوری کہتے ہیں لیکن غافل بندوں اور ہوائے نفس کے گرفتاروں کو کیا پتہ کہ قرب الہی کی لذتوں کا کیا معاملہ ہے۔

عندليب مست داند قدر گل

چند را از گوشه ویرانه پرس

[پھول کی قدر تو مست بلبل ہی خوب جانتی ہے۔ جنگل کے ویرانہ کوئے کی

بابت کچھ پوچھنا ہو تو اُنکو سے پوچھو]

لہذا ہمیں چاہئے کہ اپنے دلوں سے غفلت کو نکال پھینکیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے مزین کر لیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے دوست بن جائیں۔

ذکر سے دائمی حیات ملتی ہے

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ

(متفق علیہ)

(جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور

مردے کی سی ہے)

یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ اس کی تفسیر میں علماء کی مختلف آراء ہیں

..... بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مردہ ہے۔

..... بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کے ذکر کرنے والے کو جس نے ستایا وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی زندہ کو ستایا کہ اس سے انتقام لیا جائے گا۔ اور غیر ذکر کو ستانے والا ایسا ہے جیسا مردہ کو ستائے کہ وہ خود انتقام نہیں لے سکتا۔

..... بعض نے کہا ہے کہ اس میں بھٹکی کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرتے نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہو جانے کے بعد بھی زندوں ہی میں رہتے ہیں۔ جیسا کہ شہداء کے متعلق ارشاد ہے بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے)

بہر حال تمام آراء کا مفہوم و مقصد ایک ہی ہے جس سے ذکر کی فضیلت و افادیت ظاہر ہوتی ہے۔

ذکر اطمینانِ قلب کا باعث ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ (الوعد: ۲۸)

خبردار دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر سے وابستہ ہے

اس آیت کریمہ میں صاف طور پر اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر سکونِ قلب مل ہی نہیں سکتا۔

۔ نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

لہذا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں ہے وہ دنیاوی عیش و آرام کے باوجود سکون کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ اطمینانِ قلب تبھی حاصل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ آج دنیا میں بے سکونی کی جولہ آئی ہوئی ہے اس کی حقیقی وجہ ہی یہ ہے کہ اللہ کی یاد دلوں سے رخصت ہو گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمًى (طہ: ۱۲۳)

[جس نے میری یاد سے (قرآن سے) منہ پھیرا اس کیلئے تنگی والی زندگی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کھڑا کریں گے]

علامہ شبیر احمد عثمانی، مَعِيشَةٌ ضَنْكًا (تنگی والی زندگی) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”اس کی زندگی تنگ اور مکدر کر دی جاتی ہے گود یکینے میں اس کے پاس بہت مال و دولت اور سامانِ عیش و عشرت نظر آئے“ اس کے برعکس جن کے دل اللہ کی یاد سے معمور ہوتے ہیں وہ فقیری میں بھی امیری کا لطف اٹھا رہے ہوتے ہیں۔

۔ کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آ جاتی ہے آرام کے ساتھ

ذکر شیطان کے خلاف ہتھیار ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 الشَّيْطَانُ جَائِلٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى خَسَنَ وَ
 إِذَا غَفَلَ وَسُوسَ (بخاری)

[شیطان آدمی کے دل پر جما ہوا بیٹھا رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو
 یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر
 دیتا ہے]

گناہ کی ابتدا گناہ کے وساوس سے ہی ہوتی ہے جو پختہ ہو کر عملی صورت
 اختیار کر لیتے ہیں۔ مشائخ عظام ذکر کی کثرت اسی لئے کرواتے ہیں کہ قلب اتنا
 قوی ہو جائے کہ اس میں شیطان کو وسوسے ڈالنے کا موقع ہی نہ ملے۔

ایک بزرگ نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ شیطان کے وسوسے
 ڈالنے کی صورت مجھ پر منکشف کی جائے، چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ شیطان دل
 کے مونڈھے کے پیچھے بائیں طرف چھھر کی سی شکل میں بیٹھا ہوا ہے ایک لمبی سی
 سوئڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح سے دل کی طرف لے جاتا ہے اگر اس کو ذاکر
 پاتا ہے تو جلدی سے اس کو کھینچ لیتا ہے اور غافل پاتا ہے تو وساوس اور گناہوں کو
 انجکشن کی طرح اس میں بھر دیتا ہے۔

مزید برآں اصول یہ ہے کہ انسان جب کسی دشمن پر قابو پا لیتا ہے تو سب
 سے پہلے وہ ہتھیار چھین لیتا ہے جو مہلک ہو۔ اسی طرح جب شیطان انسان پر
 قابو پا لیتا ہے تو اسے بھی یاد الہی سے غافل کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اسْتَحْذَرُوا عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانَ فَاَنْسَهُمْ ذَكَرَ اللّٰهِ

[ان پر شیطان غالب آیا اور ان کو یاد الہی سے غافل کر دیا]
 ذکر مؤمن کا ہتھیار ہے اسی کے ذریعے شیطانی حملوں سے بچنا ممکن ہے۔
 ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الدِّينَ اتَّقُوا إِذَا مَسَّتْهُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ (الاعراف: ۲۰۱)

[بے شک متقی لوگوں پر جب شیطان کی جماعت حملہ آور ہوتی ہے تو وہ یاد الہی کرتے ہیں پس بچ نکلتے ہیں]

ذکر افضل ترین عبادت ہے

☆..... حضرت ابی سعیدؓ ایک حدیث میں روایت کرتے ہیں:

”سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا. قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمِنْ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ حَتَّى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَصِبَ وَمَا لَكَانَ الذَّاكِرُونَ أَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً“ (الترمذی و بیہقی)

”رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں کن لوگوں کا درجہ زیادہ ہوگا۔ فرمایا جو لوگ کثرت سے ذکر اللہ کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اور جو لوگ جہاد کرتے ہیں، فرمایا کہ اگرچہ مجاہد، کفار اور مشرکین پر تلوار چلاتا رہے یہاں تک کہ وہ لوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے پھر بھی ذاکرین کا درجہ افضل ہے۔“

اس حدیث پاک میں ذکر کثیر کرنے والوں کی فضیلت کتنی وضاحت سے

برہان کی گئی ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جہاد کا وقت آجائے تو جہاد نہ کرو اور ذکر ہی کرتے رہو۔ ذکر کی فضیلت اپنی جگہ لیکن جہاد کے موقع پر جہاد لازم ہے اور اس کی فضیلت بقیہ اعمال پر غالب آ جاتی ہے۔

☆..... اللہ کا ذکر مالی صدقہ سے بھی افضل ہے۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَوْ أَنَّ رَجُلًا فَنِي حُجْرِهِ ذَرَاهِمَ يَتَّقِسُهَا وَ آخَرُ يَذْكُرُ اللَّهَ لَكَانَ
الَّذِي يَذْكُرُ اللَّهَ أَفْضَلَ (الطبرانی و البیہقی)

ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ انہیں تقسیم کر رہا ہوں اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرے تو لا زیادہ افضل ہے۔

☆..... ایک اور حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

”جو تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور نخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو۔ اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اسکو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔“ (طبرانی و بیہقی)

یعنی ہر قسم کی کوتاہی جو عباداتِ نقلیہ میں ہوتی ہے اللہ کے ذکر کی کثرت سے اس کی تلافی کر سکتی ہے۔

☆..... حضرت انس ؓ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ

اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے برأت ہے اور شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے۔

انہیں منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادات سے افضل قرار دیا گیا

ذکر کی وجہ سے عذابِ قبر سے نجات

قبر کی گھاٹی میں بھی ذکر کا نور کام آئے گا اور آدمی قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا عَمِلَ آدَمِيُّ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ
[اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذابِ قبر سے نجات
دلانے والا نہیں ہے] (رواہ احمد)

ذکر اللہ سے غفلت کا انجام

کثرتِ ذکر کے فوائد بے شمار ہیں اس کے بالمقابل ذکرِ الہی سے غفلت بہت بڑے خسارے اور حسرت کا باعث ہے، متعدد قرآنی آیات اور احادیث میں اس بارے میں خبردار بھی کیا گیا ہے۔

☆..... اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کا سب سے پہلا نقصان تو یہ ہوتا ہے کہ غافل آدمی پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، لہذا شیطان کی سنگت میں رہنے کی وجہ سے وہ آدمی بھی شیطانی گروہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسْتَحْذَرُوا عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانَ فَاَنْسَهُمْ ذِكْرُ اللَّهِ ۚ اُولَٰئِكَ حِزْبُ

الشَّيْطَانِ ۚ اَلَا اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ (المجادلہ: ۱۹)

[ان پر شیطان کا تسلط ہو گیا پس اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیا، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں خوب سمجھ لو کہ شیطان کا گروہ خسارہ پانے والا ہے]

☆..... عموماً انسان کو مال و اولاد کی مشغولیت ہی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی

ہے لہذا اس بارے میں تنبیہ کر دی گئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأَلَيْكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ۝ (مائدہ: ۹)

[اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال و اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل

نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ پانے والے ہیں]

☆ اللہ تعالیٰ کی یاد سے بیگانگی اختیار کرنے اور منہ موڑنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے چنانچہ ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ (البجن: ۱۷)

[اور جس شخص نے اپنے رب کی یاد سے منہ موڑا اللہ تعالیٰ اس کو سخت

عذاب میں داخل کرے گا]

☆..... ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَرَةً وَمَنْ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ تَرَةً

(ابوداؤد)

[جو شخص ایک مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے اس کا یہ

بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہوگا اور جو شخص خوابگاہ میں

لیٹے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے

افسوس اور نقصان ہوگا]

نتیوں کی حسرت

یہ غفلت تو ایسی بری چیز ہے کہ جتنی لوگوں کو بھی اپنے ان لحات پر افسوس

ہوگا جن میں انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةِ مَرُثَ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا
اللَّهَ تَعَالَى فِيهَا (طبرانی و بیہقی)

[جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق اور افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو]

کسی نے کیا خوب کہا ہے

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست

میان دیدہ اگر نیم دوست کمتر نیست

(دوست کی جدائی اگر تھوڑی دیر کیلئے بھی ہو وہ تھوڑی نہیں ہے جیسا کہ آنکھ میں اگر آدھا بال بھی ہو تو وہ کم نہیں ہے)



② مراقبہ

ہر طرف سے ہٹ کٹ کر اللہ کی رحمت کے انتظار میں بیٹھنا

مراقبہ کو فکر کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت فکر ہی ہے، کسی خاص فکر میں ہمہ تن متوجہ ہو جانا حتیٰ کہ اتنا استغراق ہو جائے کہ اسی حال میں مجو ہو جائے۔

فکر کی کار فرمائیاں

بنیادی طور پر فکر کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ غور و فکر کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے صرف انسان کو بخشی ہے دیگر حیوانات کو یہ نعمت نصیب نہیں ہے۔ انسان کی فکری صلاحیتیں جب کسی ایک خاص نکتہ پر مرکوز ہو جاتی ہیں تو یہ عجیب و غریب گل کھلاتی ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں ہمیں دنیا میں نظر آ سکتی ہیں۔

⑤ سائنس دان اپنی فکری صلاحیتوں کو جب علت و معلول کے سمجھنے کی طرف لگاتے ہیں تو نئے نئے نظریات اور قوانین اخذ کرتے ہیں جن کی بنیاد پر وہ نئی ایجادات اور انکشافات کر ڈالتے ہیں۔ مثلاً آئن سٹائن ایک معروف ریاضی دان تھا اس نے اپنی فکر کو فزکس کے فارمولوں کی طرف لگایا تو ایک ایسی مساوات

(Equation) بنادی جو مادے اور توانائی کے تعلق کو ظاہر کرتی تھی، جس کے بنیاد پر بعد میں ایٹمی توانائی کے اسٹیشن بنائے گئے۔ اسی طرح اور کئی محیر العقول ایجادات ایسی ہیں جو فکر کے مسلسل استعمال کے نتیجے میں وجود میں آئیں۔

⑤ ہندو جوگی گیان دھیان کی بعض ایسی مشقیں کرتے ہیں کہ ان کو ارتکاز خیالات کے ذریعے دوسروں پر اپنا اثر ڈالنے کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس طرح انہیں لوگوں کے عقائد خراب کرنے کا ایک بڑا کامیاب گہا تھ آ جاتا ہے حقیقتاً وہ یہ سارا کچھ ارتکاز فکر کی مشق کی وجہ سے کرتے ہیں۔

⑥ ہمارے ہی معاشرے میں بہت سے شعبہ باز (مداری) ایسے نظر آ جاتے ہیں جو مختلف مقامات پر اپنے حیران کن شعبہ دے دکھا کر لوگوں سے انعام وصول کر رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض جگہوں پر ایسے عامل ہوتے ہیں جو لوگوں کے دماغ کی سوچ بتا کر ”بڑی کرنی والے“ مشہور ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ارتکاز فکر کے کرشمے ہیں۔

⑦ یہ سائنس کا دور ہے لہذا سائنس کی ایک شاخ ”ما بعد الطبیعیاتی سائنس“ بنادی گئی ہے۔ جس میں ارتکاز خیالات اور دیگر غیر مادی مظاہر پر تحقیق کی جارہی ہے۔ چنانچہ اسی ذیل میں ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم جیسے علوم بھی معلوم ہو چکے ہیں۔ ان علوم میں مختلف مشقوں کے ذریعے آدمی کو اپنی توجہ مرکوز کر کے دوسرے ذہن اور نفسیات پر اثر انداز ہونے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ بعض مغربی ممالک میں اب مجرموں کی ذہن سازی کیلئے باقاعدہ ہپناٹس ماہرین کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

⑧ مغرب میں اعصابی دباؤ سے نجات کیلئے اور ذہنی سکون حاصل کرنے کیلئے ماہرین ارتکاز فکر کی مشق کرواتے ہیں جسے وہ میڈیٹیشن کہتے ہیں۔ اس کیلئے

باقاعدہ اب میڈیٹیشن کلب بننے شروع ہو گئے ہیں۔ جس میں اراکین کو ارتکاز خیالات کی ایسی مشقیں کروائی جاتی ہیں کہ وہ ذہنی سکون حاصل کر سکیں۔

فکر کو مبذول کرنے کے یہ سب مظاہر (Phenomena) دنیاوی ہیں۔ اللہ والے بھی انسان کی اسی غور و فکر والی صلاحیت کو استعمال کرتے ہیں لیکن وہ اسے معرفت الہی کے حصول میں لگاتے ہیں۔ اولیائے کاملین اپنے متوسلین کو ایسی مشقیں کرواتے ہیں جن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان کی فکر اللہ کے ہر غیر سے ہٹ کٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لگ جائے۔ جتنا کسی سالک کو اس فکر میں جمعیت نصیب ہوتی ہے اس کی معرفت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ارتکاز توجہ کی اسی مشق کو مراقبہ کہہ دیتے ہیں۔

”مراقبہ“

مراقبہ ماخوذ ہے رقیب سے، جس کے معنی ہیں منتظر، نگہبان، پاسبان جیسے ارشاد فرمایا گیا ”

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا (الاحزاب : ۵۲)

[بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے]

حضرت امام غزالی مراقبہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ”قلب کا رقیب کوتاہی رہنا اور اسی طرف مشغول اور ملتفت رہنا اور اسی کو ملاحظہ کرنا اور متوجہ ہونا“

محاسبی مراقبہ کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”اس کا شروع یہ ہے کہ دل کو قرب پروردگار کا علم ہو“

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب القول الجلیل میں فرماتے ہیں:

الْمُرَاقِبَةُ أَنْ تُلَازِمَ قَلْبَكَ لِعِلْمِ أَنَّ اللَّهَ نَاطِرٌ إِلَيْكَ

[مراقبہ یہ ہوتا ہے کہ تو اپنے دل پر اس بات کو لازم کر لے کہ اللہ تعالیٰ

تیری طرف دیکھ رہا ہے]

مشائخ اپنے متوسلین کی اصلاح احوال کیلئے ان کے حسب حال مختلف قسم کے

مراقبہ کرواتے ہیں۔ مثلاً

بعض مشائخ مراقبہ موت کرواتے ہیں کہ انسان آنکھیں بند کر کے تصور

کرے کہ ایک دن میں مر جاؤں گا تو یہ دنیا اور مال و اسباب کچھ بھی نہیں ہوگا میں

قبر میں تنہا ہوں گا وغیرہ وغیرہ.....

بعض مشائخ کسی محبوب مجازی کی محبت سالک کے دل سے نکالنے کیلئے اس

محبوب کی صورت بگڑ جانے کا مراقبہ کرواتے۔

بعض مشائخ بیت اللہ کا مراقبہ کرواتے ہیں تاکہ سالک کا دل جو شیطانی

وسوس و خیالات کی اما جگہ اور حیوانی شہوات و لذات کا غور ہو چکا ہے۔ وہ ان

سے کٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان جم جائے۔

اس کے علاوہ اور بھی مختلف قسم کے مراقبہ مشائخ سے منقول ہیں لیکن مقصود

سب کا ایک ہی ہے کہ سالک کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کے غیر سے ہٹا دیا جائے اور اللہ

تعالیٰ کی طرف لگا دیا جائے۔

مراقبہ کا طریقہ

سلسلہ نقشبندیہ میں جو مراقبہ بتایا جاتا ہے اس کے تحت سالک جب دنیاوی

کاموں سے فارغ ہو جائے تو وہ ساری دنیا سے یک سو ہو کر، یک رو ہو کر، قبلہ رو

ہو کر، با وضو ہو کر بیٹھ جائے۔ آنکھوں کو بند کر لے، سر کو جھکا لے اور دل کو تمام

پریشان خیالات و خطرات کے خالی کر کے پوری توجہ اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے خیال کی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف کر لے۔ تھوڑی دیر کیلئے یہ سوچے کہ نہ زمین، نہ آسمان، نہ انسان، نہ حیوان، نہ شیطان کچھ بھی نہیں ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کی رحمت آرہی ہے اور میرے دل میں سمارہی ہے۔ میرے دل کی ظلمت و سیاہی دور ہو رہی ہے اور میرا دل اللہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ شروع شروع میں سالک کا دل ذکر کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جیسے ہی سر جھکا یا دنیا کے خیالات و وساوس نے بھوم کیا۔ مثل مشہور ہے ”مُكَلِّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ“ (ہر برتن میں سے وہی کچھ لگتا ہے جو اس میں ہوتا ہے) دل میں دنیا بھری ہونے کی کتنی واضح دلیل ہے کہ سر تو جھکا دیا دالہی کی خاطر مگر پریشان خیالات تنگ کرنے لگیں۔ سالک کو اس بات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ مجھے تو بہت محنت کرنی چاہیے۔ اگر دل میں یہی کچھ لے کر آگے منزل پر چلے گئے تو کتنی رسوائی ہوگی۔

سالک مراقبہ میں بیٹھتے وقت جب یہ سوچتا ہے، گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آرہی ہے تو حدیث پاک ”اِنَّا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِى“ (میں بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کے مطابق رحمت دل میں سما جاتی ہے۔ بالفرض پہلے دن سارا وقت دنیا کے خیالات آئے فقط ایک لمحہ اللہ کا خیال آیا تو دوسرے دن دنیا کے خیالات نہ بٹا کم آئیں گے۔ تیسرے دن اور کم۔ حتیٰ کہ وہ وقت آئے گا کہ جب سر جھکائیں گے تو فقط اللہ کا دھیان رہے گا۔ دنیا کبھی دل سے نکل جائے گی۔

۔ دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

مراقبہ کے دوران بعض سالکین پر اونگھ سی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ ”اِذْ يُغَشِّيْكُمْ النَّعَاسَ“ (جب تمہارے اوپر اونگھ طاری کر دی گئی) کے مصداق کسب فیض ہی کی علامت ہوتی ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں، ترقی ہوتی رہتی ہے۔ سالک کی مثال مرغی کی مانند ہے جو انڈوں پر بیٹھ کر انہیں گرمی پہنچاتی ہے۔ ابتداء میں جو انڈے پتھر کی طرح بے جان محسوس ہوتے ہیں ان میں جان پڑتی ہے حتیٰ کہ چوں چوں کرتے چوزے نکل آتے ہیں۔ اسی طرح سالک کو ابتدا میں اپنا دل پتھر کی مانند نظر آتا ہے لیکن مراقبہ میں بیٹھ کر ذکر کی حرارت پہنچانے سے وہ وقت آتا ہے جب دل اللہ اللہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ظاہر میں یہ عمل جتنا ہلکا پھلکا سادہ سا لگتا ہے اس کا اثر اتنا ہی زیادہ ہے۔ چند دن مراقبہ کی پابندی کرنے سے تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن

بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کئے ہوئے

معمولاتِ نقشبندیہ میں مراقبہ کا یہ معمول بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ باقی تمام معمولات تو عمومی ہوتے ہیں لیکن یہ ہر سالک کیلئے خصوصی ہوتا ہے، سالک کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی سبقاً سبقاً آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اس طریقہ ذکر کے واضح دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل

☆..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْكَ هِيَ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

(الاعراف: ۲۰۵)

[اور ذکر کرو اپنے رب کا اپنے نفس میں گزر گڑا تے ہوئے خفیہ طریقہ سے
اور مناسب آواز سے]

مفسرین نے ”ہیٰ نفْسِکَ“ کا مطلب ”ایٰ هٰی قَلْبِکَ“ کیا ہے۔
یعنی اپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کرو۔ یہاں ”وَ اذْکُرْ“ امر کا صیغہ ہے گویا حکم دیا
جا رہا ہے کہ اپنے اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرو۔ چنانچہ اسی حکم کی تعمیل کیلئے یہ مراقبہ
بتایا جاتا ہے۔

”ہیٰ نفْسِکَ“ کا ترجمہ اپنے دل میں، اپنے دھیان میں، اپنی سوچ میں
ہی کیا جاسکتا ہے۔ اپنی زبان سے تو نہیں کیا جاسکتا۔ معارف القرآن میں حضرت
مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ”تَضَرُّعًا وَ خِيفَةً“ سے ذکر قلبی اور ”و
ذُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ“ سے ذکر لسانی مراد ہے۔ اس سے ایک تو ذکر قلبی کا
ثبوت ملا دوسرا ذکر قلبی کا ذکر لسانی پر مقدم ہونا ثابت ہوا۔
✽..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اذْکُرْ اِسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ لِلّٰہِ تَبَتُّلاً (مزل: ۸)

(ذکر کر اپنے رب کے نام کا)

اس آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے

① اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ یہاں قابل غور نکتہ ہے کہ یہ نہیں کہا گیا رب کا
ذکر کرو۔ ظاہر یہ بھی کہہ دیا جاتا تو کافی تھا مگر رب کے نام کا ذکر کرو۔ اس کا
مطلب یہ ہوا کہ رب تو صفاتی نام ہے۔ یہاں ذاتی نام ”اللہ“ کا ذکر کرنے کا حکم
ہے۔ چنانچہ لفظ اللہ کا ذکر کرنا رب کے نام کا ذکر کرنا ہوا۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن
مجید میں لفظ اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

② اس (اللہ) کی طرف ”تبتل“ اختیار کرو۔ ”تبتل“ کہتے ہیں محبوب کی خاطر

ما سوا سے انقطاع اختیار کرنے کو۔ گویا وہ چاہتے ہیں کہ مخلوق سے توڑو اور رب سے جوڑو۔ یہ انقطاع عن المخلوق بیٹھے بیٹھائے تو نصیب ہونے سے رہا، اس کیلئے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کریں؟ مشائخ عظام نے اس کا آسان حل بتا دیا کہ روزانہ کچھ وقت فارغ کر کے یک سو ہو کر یک رو ہو کر بیٹھ جاؤ۔ آنکھوں کو بند کر لو اور بند کرتے وقت یہ سوچو کہ آج تو میں اپنی مرضی سے آنکھیں بند کر رہا ہوں، ایک وقت آئے گا کہ یہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائیں گی۔ اس سے دنیا کی بے ثباتی دل میں بیٹھنے گی اور مخلوق سے کٹ کر خالق حقیقی سے جڑنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ اگر طبیعت چاہے تو سر پر کپڑا ڈال لو اور یہ سوچو کہ آج تو اپنی مرضی سے سر پر کپڑا ڈال رہا ہوں ایک وقت آئے گا کہ مجھے کفن پہنا دیا جائے گا۔ اس سے ”تختل“ کی کیفیت میں اضافہ ہوگا۔ روزانہ دس پندرہ منٹ، آدھا گھنٹہ اس طرح بیٹھنے سے یہ سبق راسخ ہوتا جائے گا۔ پانی کا قطرہ دیکھنے میں کتنا نرم ہوتا ہے لیکن کسی پتھر پر متواتر گرتا رہے تو اس میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اگر روزانہ اس حالت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کا ذکر کرے تو ایک وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔ یہ ساری کیفیت مراقبہ کہلاتی ہے اور یہی اس آیت کریمہ کا مقصود ہے۔ اس مشق کا نام ”تختل“ رکھیں، مراقبہ رکھیں، محاسبہ رکھیں مگر اس حقیقت سے مفر ممکن نہیں کہ اس کا قرآن پاک میں حکم دیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ مراقبہ قرآن پاک کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

احادیث سے دلائل

بخاری شریف میں کیف کمان بدء الوحی کے باب میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نزول وحی سے پہلے کئی کئی دن کا زائد لے کر فارحرا میں وقت

گزارتے تھے۔ اس وقت نہ تو نماز تھی، نہ قرآن تھا، نہ روزہ تھا، پھر وہاں بیٹھ کر کیا کرتے تھے؟ محدثین نے لکھا ہے کہ ذکر اللہ میں اپنا وقت گزارتے تھے، مخلوق سے ہٹ کٹ کے اللہ سے لو لگانے کا نام مراقبہ ہی تو ہے۔ مراقبہ کی تعلیم دے کر مشائخ اسی سنت کو زندہ کرتے ہیں۔

..... حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالُوا اَيُّ اُولِي الْاَلْبَابِ تُرِيدُ قَالَ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا مُّسْبِخًا نَّكَ فَنَقْنَا عَذَابَ النَّارِ عُقِدَ لَهُمْ لَوَآءُ فَاتَّبَعَ الْقَوْمُ لَوَآئِهِمْ وَقَالَ لَهُمْ اَدْخُلُوا هَا خَالِدِينَ

(اخرجه الاصبهانی فی الترغیب)

قیامت کے دن ایک منادی اعلان کریگا کہ عقل مند لوگ کہاں ہیں لوگ پوچھیں گے کہ عظیمندوں سے کون مراد ہیں۔ جواب ملے گا کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا نہیں کیا ہم آپ کی ہی تسبیح کرتے ہیں، آپ ہمیں جہنم کے عذاب بچا لیجئے اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جہنم بنا دیا جائے گا جس کے پیچھے یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حدیث بالا میں غور و فکر کرنے والوں کو جنت میں داخلے کی بشارت دی گئی ہے۔ اس میں اگرچہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں غور و فکر کا ذکر

ہے۔ لیکن حدیث کا سیاق و سباق یہ بتا رہا ہے کہ زمین و آسمان کے پیدا ہونے پر حقیقی غور و فکر بھی نصیب ہوگا جب اسے اللہ کے ذکر کی کثرت کے ساتھ کیا جائے اور اس کے نتیجے میں اللہ کی معرفت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں بے اختیار ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے لگے۔ ورنہ فقط زمین و آسمان کے بننے میں غور تو آج کل کی جدید سائنسی تحقیقات میں بھی ہو رہا ہے اور یہ تحقیقات کرنے والے اکثر خدا سے غافل اور بے دین ہیں۔

تو گویا بروہ غور و فکر جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بنیاد بنے اس پر اس فضیلت کا اطلاق ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا تھا اور آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے، اسے اللہ! تو میری مغفرت کر دے نظر رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔“

یہ غور و فکر بھی ایک طریقہ ذکر ہے جس میں دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے۔ ہم بھی مراقبہ میں اپنی سوچ کو اس طرف لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آرہی ہے دل میں سارہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تو ہر وقت برستی ہیں، جب ہم اپنی فکر کو اس طرف لگاتے ہیں تو واقعی دل روشن ہو جاتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

غور و فکر کو افضل ترین عبادت اس لئے کہا گیا کہ اس میں معنی ذکر کے تو موجود ہوتے ہی ہیں دو چیزوں کا اضافہ اور ہوتا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت اس لئے کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے دوسری اللہ تعالیٰ کی محبت کہ فکر پر مرتب ہوتی ہے۔ یہی غور و فکر ہے جسے صوفیہ مراقبہ کہتے ہیں۔ (از فضائل اعمال)

☆..... ابی ہریرہؓ ایک حدیث قدسی روایت کرتے ہیں
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَذْكُرُ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
 اذْكَرُنِي بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَةً أَكْفِكَ فِيمَا بَيْنَهُمَا

(اخرجه احمد)

(حق تعالیٰ شانہ نے حضور ﷺ کو حکم فرمایا کہ عصر اور فجر کے بعد میرا ذکر
 کیا کرو ان دو وقتوں کے درمیان تمہارے کاموں کی کفایت کروں گا)
 اسی لئے مشائخ کرام صبح شام اللہ کی یاد کیلئے مراقبہ میں بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں۔

مراقبہ کے فوائد

افضل ترین عبادت

مراقبہ افضل ترین عبادت ہے کیونکہ اس میں غور و فکر کا فرما ہوتا ہے۔

☆..... ام درداء رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ ابو درداءؓ کی افضل ترین
 عبادت کیا تھی۔ فرمایا غور و فکر۔

☆..... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور و فکر تمام رات کی
 عبادت سے افضل ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت انسؓ سے بھی یہی
 نقل کیا گیا۔

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا
 کہ ایک ساعت کا غور و فکر ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

افضل عبادت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پھر دوسری عبادات کی ضرورت نہیں

بس یہی کرتے رہو، ہر عبادت کا اپنا ایک درجہ ہے اگر فرائض واجبات اور آداب و سنن کو چھوڑا دیا جائے تو انسان عذاب و ملامت کا مستحق بن جاتا ہے۔

مراقبہ سے ایمان کا نور پیدا ہوتا ہے

عامر بن عبد قیسؓ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرامؓ سے سنا ہے ایک سے دوسے نہیں بلکہ زیادہ سے سنا ہے کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مراقبہ کی پابندی کرنے سے دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جس سے ایمان کی حلاوت بڑھ جاتی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ جتنا مراقبہ کی کثرت کرتے ہیں، نماز کی حضوری، اعمال کا شوق، فکر آخرت اور اللہ کی محبت جیسی کیفیات بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

مراقبہ شیطان کیلئے باعث خجالت ہے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ بھی کوئی آدمی ہیں، آدمی وہ ہیں جو شونیز یہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں جنہوں نے میرے بدن کو دہلا کر دیا ہے اور میرے جگر کے کباب کر دیئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں شونیز یہ کی مسجد میں گیا تو میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں میں سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔

مراقبہ سے روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے

مراقبہ کی کثرت سے سالک کو روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مختلف مراقبات پر مبنی اسباق کا ایک سلسلہ ہے جو سالکین کو درجہ بدرجہ

طے کروائے جاتے ہیں۔ ہر سبق پر سالک کی روح نفس کی کشافتوں سے آزاد ہو کر فوق کی طرف پرواز کرتی ہے اور اسے اس سبق کی مخصوص کیفیات نصیب ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ سالک کو نسبت مع اللہ کی نعمت، معیت الہی کا استحضار، نماز کی حقیقت، اولوالعزم نبیاء کے فیوضات اور دیگر کمالات میں سے حصہ ملتا ہے۔ لیکن یہ تمام نعمتیں مراقبہ کی پابندی اور کثرت کی وجہ سے نصیب ہوتی ہیں۔ محنت کرنے والوں کیلئے میدان کھلا ہے ہمت اور استقامت کی ضرورت ہے۔

فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (مطففین: ۲۶)

[پس (نعمتوں کے) شائقین کو چاہئے کہ وہ اس میں رغبت کریں]



③ تلاوت قرآن مجید

ایک پارہ یا آدھ پارہ روزانہ

قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام ہے انسانیت کے نام ہے۔ حقیقت میں یہ انسانیت کے لئے منشور حیات ہے، انسانیت کیلئے دستور حیات ہے، انسانیت کے لئے ضابطہ حیات ہے بلکہ پوری انسانیت کیلئے آب حیات ہے۔

تَبَارَكَ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ وَخَرَجَ مِنْهُ

[قرآن سے برکت حاصل کرو کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس سے صادر ہوا

ہے]

چونکہ ہم اللہ رب العزت کی محبت اور تعلق چاہتے ہیں لہذا ہمیں چاہئے کہ اُس کے کلام سے اُس کے پیغام سے اپنا ناٹھ جوڑیں اور روزانہ محبت سے اس کی تلاوت کیا کریں۔ مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ یہ سالکین کو روزانہ تلاوت قرآن کریم کی ہدایت کرتے ہیں۔ ایک پارہ ہو تو بہت اچھا ہے، ورنہ کم از کم آدھ پارہ تلاوت ضرور تلاوت کریں۔ علماء طلباء جن کو تعلیمی مصروفیت زیادہ ہو وہ اس سے بھی کچھ کم کر لیں لیکن روزانہ تلاوت ضرور کریں۔ اور اگر کوئی پہلے سے قرآن

پاک پڑھنا نہیں جانتا تو اسے چاہئے کہ کسی قاری صاحب سے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دے۔ اس میں اس کیلئے دو ہر اجر ہے۔

تلاوت کرتے وقت با وضو اور قبلہ رو ہو کر بیٹھیں اور تمام ظاہری اور باطنی آداب کا خیال رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کریں۔ (قرآن پاک کے ظاہری اور باطنی آداب فقیر کی کتاب ”با ادب با نصیب“ سے ملاحظہ کریں)

دلائل از قرآن مجید:

دلیل نمبر ۱:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاقْرَؤْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (المزمل: ۲۰)

[قرآن پاک کی تلاوت کرو جس قدر تم سے ہو سکے]

اس آیت کریمہ میں قرآن پاک کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی کی تعمیل میں مشائخ حضرات سالکین طریقت کو تلاوت قرآن پاک کی تلقین کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ أَكْثَرُ فَضْلٍ وَأُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ

[جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے۔ وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسے

اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی لوگ ہیں ایمان رکھنے والے] (البقرہ: ۱۲۱)

تو معلوم ہوا کہ جو اہل ایمان ہیں وہ قرآن پاک کی تلاوت سے غافل نہیں ہوتا اور اس کا حق ادا کرتے ہیں۔

احادیث سے دلائل:

دلیل نمبر ۱

طبرانی نے جامع الصغیر میں روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک صحابی کو نصیحت کی

أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ رَأْسُ الْأَمْرِ كُلِّهِ وَعَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ ذِكْرُكَ لَكَ فِي السَّمَاءِ وَنُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ .

[میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ یہ تمام امور کی جڑ ہے۔ اور تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم رکھ۔ کیونکہ یہ آسمان میں تیرے ذکر کا سبب ہیں اور زمین میں تیری ہدایت کا]

دلیل نمبر ۲

ایک حدیث میں حضرت ابو ذر سے منقول ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ نُورٌ لَكَ فِي الْأَرْضِ وَذُخْرٌ لَكَ فِي السَّمَاءِ . (صحيح ابن حبان)

[فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، تم پر تلاوت قرآن ضروری ہے۔ کیونکہ یہ تیرے لئے زمین میں ہدایت کا سبب ہے اور آسمان میں یہ تیرا ذخیرہ ہے]

دلیل نمبر ۳

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرؓ سے ایک روایت نقل کی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ

إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا جَلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ
ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ .

[فرمایا نبی اکرم ﷺ نے ان دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔ جس طرح پانی
لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! ان کو
صاف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا موت کا ذکر کثرت سے
کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا]

دلیل نمبر ۴

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے:
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يَكُتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ
كُتِبَ مِنَ الْفَائِزِينَ وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقْنِطَرِينَ
[حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس
آدمی نے نفلوں میں کھڑے ہو کر دس آیات پڑھیں، ایسا شخص غافلین میں
شمار نہیں ہوگا اور جس شخص نے سو آیات پڑھیں ایسا شخص عبادت گزار
لوگوں میں شمار ہوگا اور جس شخص نے ایک ہزار آیات پڑھیں وہ اجر کے
خزانوں کو جمع کرنے والا ہوگا] (ابوداؤد: ج ۱، ص ۲۰۵)

دلیل ۵

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث نقل کی ہے:
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَوَايَةً طَوِيلَةً وَفِيهِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ (بخاری: ج ۲، ص ۷۵۵، ابوداؤد: ج ۱، ص ۲۰۵)

[حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت ہے اور اس میں حضور ﷺ نے فرمایا کم از کم ایک ماہ میں قرآن کا ختم کرو]
مندرجہ بالا احادیث کی تعمیل کیلئے ہمارے مشائخ روزانہ تلاوت کلام پاک کا حکم دیتے ہیں۔

تلاوت قرآن مجید کے فوائد

تلاوت قرآن پراجر کثیر

متعدد احادیث میں قرآن پاک کی تلاوت پر بے شمار اجر و ثواب کی بشارت سنائی گئی

● حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ
مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ
أَمْثَلِهَا لَا أَقُولُ الْم حَرْفٌ بَلْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَ لَامٌ حَرْفٌ وَ مِيمٌ
حَرْفٌ (ترمذی)

[جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کیلئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف، میم ایک حرف ہے]

اس حدیث پاک میں قرآن پاک کے ہر ایک حرف پر دس نیکیوں کے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے اور یہ کتر درجے کا ثواب ہے۔ جسے چاہیں اس سے کئی گنا زیادہ

بھی ثواب عطا فرماتے ہیں

● حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا گیا ہے:

جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی اور جس نے شخص نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کیلئے پچاس نیکیاں اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کیلئے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کیلئے دس نیکیاں۔

● ایک اور حدیث مبارکہ میں بیان فرمایا گیا

جس نے ہزار آیات کی تلاوت کی اس کیلئے ایک قطار (کے برابر) ثواب لکھا جاتا ہے اور ایک قطار سور طل کے برابر ہے، اور ایک رطل بارہ اوقیہ کے برابر ہے اور ایک اوقیہ چھ دینار کے برابر ہے، اور ایک دینار چوبیس قیراط کے برابر ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اس حدیث مبارکہ کے مطابق اگر حساب لگایا جائے تو ہزار آیت کا ثواب ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو احد پہاڑوں کے برابر پہنچ جاتا ہے۔

● حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے:

قِرَاءَةُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ الْفَضْلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ دُونَ الْعَرْشِ
[یعنی جس نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اس کیلئے ایک درجہ بلندی ہوگی اور نور کا چراغ ہوگا] (ایضاً)

انکے والے کیلئے دو ہزار اجر

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَبَعُهُ فَبِهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ

[جو شخص قرآن مجید کو انکلتا ہو پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دہرا اجر ہے۔] (بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد)

اس میں بشارت ہے ان کیلئے جو قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ اگر وہ کسی سے پڑھنا شروع کر دیں تو ان کی اس کوشش و محنت پر دوہرا اجر ملے گا۔

قابل رشک چیز..... تلاوت قرآن

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَ آتَاءَ النَّهَارِ وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَ آتَاءَ النَّهَارِ (بخاری، ترمذی، نسائی)

[حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے دوسرے وہ جس کو حق سبحانہ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے]

حسد بمعنی رشک کے ہے، مقصد یہ کہ انسان تمنا کرے کہ کاش کہ میں بھی ان جیسا ہو جاؤں۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرَجَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَ طَعْمُهَا خُلُوٌّ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْجَنْطَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَ طَعْمُهَا مُرٌّ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي

يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مِثْلَ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَ طَعْمُهَا مُرٌّ

[جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے اور مزہ لذیذ اور جو مؤمن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن نہ پڑھے اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ بھی نہیں اور جو منافق قرآن پڑھے، اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے جس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے اور مزہ کڑوا ہوتا ہے] (بخاری و مسلم و نسائی، ابن ماجہ)

قرآن پڑھنے والے کی اللہ کے ہاں قدر

ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَ
مَسْئَلَتِي أُعْطِيَ أَفْضَلَ مَا أُعْطِيَ السَّائِلِينَ وَ فَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ
عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ (ترمذی، دارمی، بیہقی)

[اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں جس شخص کو قرآن شرف کی مشغولیت کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی خود اللہ تعالیٰ شانہ کو تمام مخلوق پر]

شیخ الحدیث حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کا بھی یہ دستور ہے کہ اگر کوئی شخص مشغول ہو تو وہ اس شخص کا حصہ پہلے رکھ لیتا ہے۔ تلاوت کرنے والے کا اللہ تعالیٰ اسی شخص کی طرح زیادہ خیال فرماتے ہیں۔

ایک اور جگہ پر اسی طرح کی ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن پاک کی مشغولیت مجھ سے سوال کرنے اور دعا مانگنے سے روکتی ہے میں اس کو شکر گزاروں کے ثواب سے بہتر عطا کرتا ہوں۔

تلاوت خدا کے قرب کا بہترین ذریعہ

یہ مضمون کئی روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ قرآن پاک ہے۔

☆..... حضرت ابو ذرؓ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ

إِنَّكُمْ لَا تَرْجُونَ إِلَى اللَّهِ بِشَيْءٍ الْفَضْلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْهُ يَتَّبِعِي
الْقُرْآنَ (الحاکم)

[تم لوگ اللہ جل شانہ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بندھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک]

☆..... انسؓ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ

إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَهْلُ
الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّةً (التسائی، ابن ماجہ، حاکم و احمد)

حق تعالیٰ شانہ کیلئے لوگوں میں بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل اور خواص ہیں۔

☆..... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے اللہ جل شانہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور میں نے پوچھا کہ یا اللہ آپ کا قرب حاصل کرنے کیلئے سب بہترین چیز کوئی ہے۔ ارشاد ہوا کہ

احمد! میرا کلام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو یا بغیر مجھے۔ ارشاد ہوا کہ مجھ کر پڑھے یا بغیر مجھے دونوں طرح سے قرب کا باعث ہے۔
لہذا اللہ تعالیٰ کا قرب اور اور خصوصی تعلق حاصل کرنا ہو تو قرآن پاک کی تلاوت ایک بہترین ذریعہ ہے۔

قرآن پڑھنے والے کیلئے دس انعامات کا وعدہ

ایک حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اے معاذ! اگر تمہارا سعادت مند دن کی سی عیش، شہداء کی سی موت، یوم
محشر میں نجات، روز قیامت کے خوف سے امن، اندھیروں کے دن نور،
گرمی کے دن سایہ، پیاس کے دن سیرابی، (اعمال میں) ہلکا پن کی جگہ
وزن داری اور گمراہی کے دن ہدایت کا ارادہ ہے تو قرآن پڑھتے رہئے
کیونکہ یہ رحمان کا ذکر پاک ہے اور شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور
ترازو میں رجحان کا سبب ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں قرآن پاک کی تلاوت کے بدلے دس انعامات کو
بیان کیا گیا ہے۔ ہر ایک انعام انسان کی نجات کے لئے کافی ہے۔

قرآن پڑھنے والا انبیاء و صدیقین کے طبقہ میں شمار ہوگا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْرُ النَّبِيِّ وَ
الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا
جس نے خالص اللہ کی رضا کیلئے ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ قیامت
کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء صالحین اور حَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا میں

لکھا جائے گا۔

تلاوتِ قرآن قوتِ حافظہ بڑھانے کا ذریعہ

حضرت علیؓ سے نقل کیا گیا کہ تین چیزیں حافظہ بڑھاتی ہیں۔

(۱) سواک (۲) روزہ (۳) تلاوتِ کلامِ اللہ

تلاوتِ قرآن دلوں کے زنگ کا صیقل ہے

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ قِيلَ

يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا جَلَاءُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ

الْقُرْآنِ (بیہقی)

[بے شک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ

لگتا ہے۔ پوچھا گیا کہ حضور ﷺ ان کی صفائی کی کیا صورت ہے آپ

ﷺ نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا]

قرآن کریم بہترین سفارشی

☆..... حضرت سعید بن سلیمؓ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں

مَا مِنْ شَيْعٍ أَفْضَلَ مِنْزِلَةً عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْقُرْآنِ لَا نَبِيٍّ

وَلَا مَلَكٍ وَلَا غَيْرُهُ (شرح الاحیاء)

[قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلامِ پاک سے بڑھ کر کوئی سفارشی

کرنے والا نہ ہوگا، نہ کوئی نبی نہ کوئی فرشتہ وغیرہ]

☆..... حضرت جابرؓ سے روایت ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

الْقُرْآنَ شَافِعٌ مُشَفِّعٌ وَمَا حِلٌّ مُصَدِّقٌ مَنْ جَعَلَهُ أَمَامَهُ قَادَهُ إِلَى
الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَطَهُ إِلَى النَّارِ (رواہ ابن حبان)
[قرآن پاک ایک ایسا شفیع ہے جسکی شفاعت قبول کی گئی ہے اور ایسا
جھگڑا لو ہے جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا ہے جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے
اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو
جہنم میں گرا دیتا ہے۔]

حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن پاک اپنے پڑھنے والوں اور عمل
کرنے والوں کی شفاعت کرتا ہے اور اس کی شفاعت قبول بھی کی جاتی ہے اسی
طرح ان کے رفع درجات کے لئے ان کے حق میں جھگڑتا ہے، اور اس کا جھگڑا
تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ترمذی جھگڑے کا احوال
یوں بیان کیا ہے:

قرآن شریف بارگاہ الہی میں عرض کرے گا کہ اس کو جوڑا مرحمت فرمائیں
تو اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا تاج عطا کریں گے، پھر قرآن کریم
درخواست کرے گا کہ اور زیادہ عنایت ہو تو اللہ تعالیٰ اکرام کا پورا جوڑا
عنایت فرمائیں گے، پھر وہ درخواست کرے گا کہ آپ اس سے راضی ہو
جائیں تو حق سبحانہ و تعالیٰ اس اپنی رضا کا اظہار فرمائیں گے۔

قرآن پاک اپنے پڑھنے والے کی سفارش اور جھگڑا قبر میں بھی کرے گا
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لآلی مصنوعہ میں بزاز کی
روایت سے نقل کیا ہے

جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجھیز و تکفین میں مشغول ہو جاتے
ہیں اور اس کے سر ہانے نہایت حسین و جمیل صورت میں ایک شخص ہوتا ہے

جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے جب دفن کرنے کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یکسوئی میں کریں مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے میرا دوست ہے میں کسی حال میں بھی اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سوالات پر مامور ہو تو اپنا کام کرو، میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ اسے جنت میں داخل نہ کروالوں۔ اس کے بعد وہ مرنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے میں ہی وہ قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر رہ، منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے، اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو بہ ملاء اعلیٰ سے اس کے لئے ریشم کے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے جو خوشبو، مشک سے بھرا ہوتا ہے۔

اور اس کے برعکس جو قرآن پاک سے لاپرواہی برتتے ہیں ان کو جہنم میں گرانے کا باعث بھی بنتا ہے۔ بخاری شریف کی ایک طویل حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک شخص کا حال دکھایا گیا جس کے سر پر زور سے پتھر مار کر پھل دیا جاتا تھا۔ حضور اقدس ﷺ کے دریافت فرمانے پر معلوم ہوا کہ اس کو اللہ جل شانہ نے قرآن پاک سکھلایا تھا مگر اس نے نہ شب کو اس کی تلاوت کی اور نہ دن میں اس پر عمل کیا۔ لہذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔ تو یہ ہے قرآن پاک سے بے توجہی کی سزا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن عظیم الشان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور شب و روز محبت سے اس کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

④ استغفار

روزانہ صبح و شام سو، سو مرتبہ

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

استغفار کا معنی ہے معافی طلب کرنا، توبہ کرنا، آئندہ کیلئے گناہ کے ترک کرنے کا مصمم ارادہ کرنا اور گزشتہ گناہوں پر نادم ہونا اور اگر تلافی یافتہ ہو تو اس کا اہتمام کرنا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ روزانہ صبح شام سو سو مرتبہ استغفار

”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“

پڑھا جائے۔ یہاں فقط تسبیح پڑھ دینا کافی نہیں بلکہ یہ کلمات کہتے ہوئے دل میں ندامت ہو اور چہرہ غم زدہ ہو جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا فَبِأَن لَّمْ يَنْكُحُوا فَعَبَا نَحْنُ ا اگر روئنا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنا لو۔

شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں ان کا استغفار کرنے کا طریقہ لکھا ہے کہ تہجد کے بعد فجر کی نماز سے پہلے جب استغفار کی تسبیح کرتے، مصلے پر بیٹھ جاتے تسبیح ہاتھ میں لے لیتے، رومال نکال کر آگے رکھ

لیتے، استغفار کی تسبیح کرنے کے دوران آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں مسلسل جاری رہتیں اور ان کو رومال سے صاف کرتے جاتے، کبھی کبھی درمیان میں شدت غم سے کوئی اور جملہ یا شعر بھی پڑھ دیتے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ کبھی وہ اس شدت سے گریہ وزاری کرتے تھے کہ یوں لگتا تھا جیسے کوئی طالب علم اپنے استاد سے بری طرح پٹ رہا ہو اور وہ شدت تکلیف سے گریہ وزاری کر رہا ہو۔ تو یہ ان کے استغفار کرنے کا طریقہ تھا، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے اکابر کی طرز پر اپنے اللہ کے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہوئے استغفار کریں تاکہ اللہ کی رحمت متوجہ ہو جائے اور ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کا کفارہ ہو جائے۔

سچی توبہ کی شرائط

محدثین نے سچی توبہ کی تین شرائط لکھی ہیں

(۱) اس گناہ کو ترک کر دے

(۲) اس گناہ پر دل سے ندامت اور شرمندگی ہو

(۳) آئندہ سے نہ کرنے کا پکا عزم ہو

چنانچہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے وقت ان تینوں شرائط کو ملحوظ رکھا جائے۔

سچی اور سچی توبہ کے بعد بقاضائے بشریت پھر گناہ سرزد ہو جائے تو دوبارہ سچے دل سے معافی مانگیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بندہ تو معافی مانگنے سے اکتا سکتا ہے اللہ معاف کرنے سے نہیں اکتا۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجددؒ اسی بات کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوان کو

تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے

ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبا لے کبھی تو دبا لے

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار توڑے تو سو بار جوڑے

استغفار کی دو قسمیں

استغفار کی دو قسمیں ہیں ایک عام آدمی کا استغفار اور دوسرا انبیاء اور خواص کا استغفار۔ عوام الناس کا استغفار اپنے گناہوں اور نافرمانیوں پر توبہ اور ندامت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔ اور انبیاء اور خواص کا استغفار اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے اعتراف اور اپنی عاجزی کے اظہار کیلئے ہوتا ہے کہ اے اللہ آپ کی شان اتنی بڑی ہے کہ ہماری عبادات آپ کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتیں۔ آپ ہمیں معاف فرمادیں چنانچہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں دن اور رات میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

اس لئے ہمیں اپنے مشائخ روزانہ دو سو مرتبہ استغفار کی تاکید فرماتے ہیں یہ نبی علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور ہمارے گناہوں کی تلافی بھی ہے۔ انسان خطا کا پتلا ہے، غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں لہذا ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں۔ حدیث پاک میں تمام گناہ گاروں میں اس شخص کو بہتر قرار دیا گیا جو توبہ کرنے والا ہے۔

كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ . (مشکوٰۃ)

[یعنی ہر آدمی خطا کار ہے لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کرنے والا ہے]

قرآن مجید سے دلائل

اللہ رب العزت مومنوں کو توبہ و استغفار کا حکم دیتے ہیں، پس تعمیل لازم ہے ☆..... ارشاد باری تعالیٰ ہے

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ (هود: ۵۲)
(تم استغفار کرو اپنے رب کے سامنے اور توبہ کرو)

☆..... اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا (التحریم: ۸)
[اے ایمان والو! حق تعالیٰ کی طرف کی طرف پکی گچی توبہ اختیار کرو]

☆..... دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا:

وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(النور: ۳۱)

[اے ایمان والو! حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ]

☆..... استغفار کرنے والوں کیلئے اللہ نے مغفرت کا وعدہ کر رکھا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ
يَسْتَغْفِرُونَ (الانفال: ۳۳)

[حق تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب نہیں دیں گے اور جب وہ

استغفار کر رہے ہوں گے تو بھی ان کو عذاب نہیں ہوگا]

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كَانَ فِيهِمْ اٰمَنَانِ النَّبِيُّ ﷺ وَالْاَسْتَغْفَارُ فَلَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَبَقِيَ
الْاَسْتَغْفَارُ (ابن کثیر: جلد ۲، ص ۳۱۲)

[امت میں عذاب سے بچنے کے لئے دو ذریعے تھے نبی اکرم ﷺ اور
استغفار، نبی اکرم ﷺ تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے البتہ استغفار اب
بھی باقی ہے]

☆..... مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:
كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ
(الذاریات: ۱۷)

یہ حضرات رات کو بہت کم سوتے ہیں اور سحر کے اوقات میں مغفرت طلب
کرتے ہیں۔

احادیث سے دلائل

اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا سنت نبوی ﷺ ہے احادیث ملاحظہ ہوں
☆..... بخاری شریف کی روایت ہے

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَاللَّهِ اِنِّي
لَاَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَاتُوبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ
سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا
ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، یہ عمل دن میں ستر مرتبہ سے بھی
بڑھ جاتا ہے۔

☆..... تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۲۱ پر لکھا ہے:

وَرُوي عَنْهُ اَنِّي لَا اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ

[حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں دن اور رات میں سو، سو مرتبہ استغفار

کرتا ہوں] (رواہ البخاری والنسائی وابن ماجہ)

محدثین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم کو روزانہ ستر مرتبہ یا سو مرتبہ استغفار پڑھنا اظہارِ عبودیت اور تعلیم امت کے لئے تھا۔ حالانکہ آپ تو بخشے بخشائے تھے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَلَيْكُمْ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اِلَّا سْتَغْفَرَ فَاكْثِرُوا مِنْهَا فَإِنَّ ابْلِيسَ

قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ بِالذُّنُوبِ أَهْلَكُونِي بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ

اِلَّا سْتَغْفَرَ (تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۴۸)

[حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے

فرمایا تم پر لا الہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت ضروری ہے کیونکہ ابلیس کہتا

ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا ہے اور وہ مجھے لا الہ اور

استغفار سے ہلاک کر رہے ہیں]

☆..... علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ۲، صفحہ ۴۶۰ پر استغفار کے متعلق لکھتے ہیں:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ لَزِمَ اِلَّا سْتَغْفَرَ جَعَلَ اللَّهُ

لَهُ مِنْ كُلِّ هِمٍّ فَرَجًا وَ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا

يَحْتَسِبُ (ابوداؤد: جلد ۱ صفحہ ۲۲۰)

[حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جس

نے استغفار پر دوام اختیار کیا حق تعالیٰ اس کو ہر غم اور تکلیف سے خلاصی

عطا فرماتے ہیں اور اس کو ایسے طور پر رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان

بھی نہیں ہوتا]

☆..... حضرت فضالہ بن عبید اللہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْعَبْدُ اٰمِنٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ مَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲)

[بندہ جب تک استغفار کرتا رہتا ہے۔ عذاب خداوندی سے محفوظ رہتا

ہے]

پس سالک کو چاہئے کہ روزانہ استغفار پڑھنا اور اپنے گناہوں سے توبہ
تائب ہونا لازمی سمجھے۔ اکمال التیم میں لکھا ہے اے دوست! تیرا توبہ کی امید پر
گناہ کرتے رہنا اور زندگی کی امید پر توبہ کو مؤخر کرتے رہنا تیری عقل کا چراغ گل
ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شان مغفرت

اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو توبہ کو انسان کے لئے لازم و واجب قرار دیا اور
دوسری طرف اپنی رحمت اور مغفرت کے دروازوں کو کھول دیا۔ چنانچہ اللہ رب
العزت کے مغفرت کے وعدوں اور بشارات کو پڑھتے ہیں تو بے اختیار اس رحیم و
کریم آقا پر پیار آنے لگتا ہے۔

☆..... ترمذی شریف کی روایت ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرِغْهُ

[حق تعالیٰ بندہ کے سکرَات الموت میں مبتلا ہونے سے قبل اس کی توبہ قبول

فرمالتے ہیں]

☆..... مسلم شریف کی روایت ہے:

مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ
 [جو بندے مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لے اللہ
 اس کی توبہ قبول کر لے گا]

☆..... توبہ کرنے والے کے گناہوں کا دفتر بالکل صاف کر دیا جاتا ہے، توبہ
 کرنے سے وہ اسی طرح ہو جاتا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ حدیث
 شریف میں آیا ہے۔

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ
 [گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے کبھی گناہ
 کیا ہی نہیں]

☆..... اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے تو نہ صرف گناہوں کو بخش
 دیتے ہیں بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

فَأُولَٰئِكَ يَنْزِلُ اللَّهُ سَنِينَاهُمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان: ۷۰)

[پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیں گے]

☆..... روایت ہے کہ ایک آدمی صحرا میں سفر کر رہا تھا کہ ایک جگہ تھک کر سو گیا۔
 جب جاگا تو دیکھا کہ اونٹنی کہیں چلی گئی ہے۔ تلاش بسیار کے باوجود نہ ملی حتیٰ کہ
 اسے یقین ہو گیا کہ مجھے اس صحرا میں شدت بھوک و پیاس سے موت آ جائے گی۔
 میں اس مایوسی کے عالم میں اونٹنی آگئی تو وہ شخص کہنے لگا۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ (یا اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب)

یعنی اس بندے کو اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی کے مارے الفاظ بھی الٹ کہہ بیٹھا۔
 حدیث پاک میں آیا کہ جتنی خوشی اس موقع پر اس مسافر کو ہوئی اس سے زیادہ خوشی
 اللہ تعالیٰ کو اس وقت ہوتی ہے جب کوئی بندہ توبہ تائب ہوتا ہے۔

☆..... بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب شیطان کو مردود بنا دیا گیا تو اس نے مہلت مانگی

رَبِّ فَانْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُعْتَقُونَ
[یا اللہ مجھے قیامت تک مہلت دے دے]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ
[جانتے معین دن تک مہلت دی گئی]

لہذا سوچنے کی بات ہے کہ اگر شیطان کو مہلت مل سکتی ہے تو امت محمدیہ کے گنہگاروں کو کیوں نہیں مل سکتی۔

☆..... ایک روایت میں آیا ہے کہ جب شیطان کو مہلت مل گئی تو اس نے قسم کھا کر کہا:
وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَزَالُ أُغْوِيَهُمْ مَا ذَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي
أَجْسَادِهِمْ

[اے اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم، تیرے جلال کی قسم میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا جب تک ان کی روح ان کے جسم میں موجود ہیں]
جب شیطان نے بہکانے کی قسمیں کھائیں تو رحمت خداوندی جوش میں آئی۔ لہذا فرمایا

وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي
[مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں گا
جب وہ مجھ سے استغفار کریں گے] (تفسیر ابن کثیر: ج ۴)

☆..... ایک بڑے میاں کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں چند نوجوان آپس میں بحث مباحثہ کرتے نظر آئے۔ قریب سے گزرنے لگے تو ایک نوجوان نے کہا بابا

جی! ہمیں ایک مسئلہ بتاؤ..... ایک شخص نے کوئی گناہ نہ کیا ہو، وہ اللہ کے نزدیک افضل ہے یا وہ شخص جو بڑا گنہگار ہو مگر اس نے سچی توبہ کر لی ہو؟ بوڑھے میاں نے کہا بچو! میں کپڑا بناتا ہوں میرے لمبے لمبے دھاگے ہوتے ہیں جب کوئی ٹوٹے تو میں اس کو گرہ لگاتا ہوں۔ لیکن اس پر نظر رکھتا ہوں کہ وہ دوبارہ نہ ٹوٹ جائے۔ ممکن ہے کہ جس گنہگار نے گناہوں کی وجہ سے اللہ سے رشتہ ٹوٹنے کے بعد سچی توبہ سے گانٹھ باندھی، اس دل پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہو، کہ یہ بندہ کہیں پھر نہ ٹوٹ جائے۔

جب اللہ کی رحمت اس قدر عام ہے تو پھر ہمیں توبہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ہمیں کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں، اے میرے بندے! اگرچہ تیرے گناہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں، اگرچہ تیرے گناہ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کے برابر ہیں یا سارے سمندروں کے جھاگ کے برابر ہیں پھر بھی تیرے گناہ تھوڑے ہیں میری رحمت زیادہ ہے۔ تو آ جا توبہ کر لے میں تیری توبہ کو قبول کر لوں گا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اے میرے بندے! اگر تو نے توبہ کی پھر توڑ بیٹھا، پھر توبہ کی پھر توڑ بیٹھا، پھر توبہ کی پھر توڑ بیٹھا، صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔ اے میرے بندے اگر تو نے سود فحہ توبہ کی اور سود فحہ توڑ بیٹھا میرا اور اب بھی کھلا ہے آ جا توبہ کر لے میں تیری توبہ کو قبول کر لوں گا۔ سچ کہا گیا اَمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَ رَبٌّ غَفُورٌ (امت گنہگار اور رب آمرزگار راست)

استغفار کے فوائد

استغفار کے فوائد درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ

[بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے]

تو معلوم ہوا کہ کثرت سے توبہ و استغفار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم استغفار کرتے رہا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بن جائیں۔

اب استغفار کے کچھ فوائد حضور نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے بھی سنئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (مشکوٰۃ: ص ۲۰۴)

اس حدیث پاک میں استغفار کے تین عجیب و غریب فوائد کا ذکر کیا گیا۔

ہر تنگی سے نجات

فرمایا

مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا

[جو استغفار کو لازم کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے اسے نجات عطا فرماتے

ہیں]

یعنی ہر تنگی اور مشکل کے وقت کثرت سے استغفار کرنا انسان کو نجات کا راستہ دکھا دیتا ہے۔ پھر اس کی مشکلیں دور ہو جاتی ہیں۔

ہر غم سے نجات

وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا (اور ہر غم سے انسان کو نجات دیتا ہے)

غم کیلئے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک حزن اور ایک ہم۔ حزن تو کوئی بھی غم ہو سکتا ہے۔ لیکن یہاں ہم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ہم اس شدید غم کو کہتے ہیں جو جان کو گھٹلا دے۔ تو فرمایا کہ استغفار شدید قسم کے غموں سے بھی انسان کو نکال دیتا ہے۔

رزق میں فراوانی

وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

پھر فرمایا اس کو ایسی جگہ سے رزق ملے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ استغفار کرنے سے انسان کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ اس کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

آج لوگ آکر شکایت کرتے ہیں۔ حضرت بڑی تنگی میں ہوں، بڑی پریشانی میں ہوں، یہ کام نہیں ہو رہا وہ کام نہیں ہو رہا، کاروبار ٹھپ ہو گیا ہے، لگتا ہے کسی کچھ کر دیا ہے۔ ان سب حضرات کیلئے ایک ہی علاج اور ایک ہی نسخہ ہے کہ استغفار کی پابندی کریں، استغفار کی کثرت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر پریشانی سے نکال دیتے ہیں۔



⑤ درود شریف

روزانہ صبح اور شام سو سو مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

سید السادات اور معدن السعادات نبی اکرم ﷺ کے امت پر اس قدر احسانات ہیں کہ نہ تو ان کا حق ادا ہو سکتا ہے نہ ہی شمار ہو سکتا ہے۔ لہذا سا لک جتنی باقاعدگی اور محبت و اخلاص سے درود شریف پڑھے وہ کم ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس پر سینکڑوں اجر و ثواب عطا فرمادیے۔ نبی اکرم پر درود بھیجنا اولیائے کرام کا صبح و شام کا معمول رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سا لک کو صبح شام سو، سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
یہ درود شریف مختصر اور جامع ہے۔ سا لک انتہائی محبت اور شوق سے درود شریف پڑھے اور پڑھتے وقت یہ تصور کرے کہ درود و سلام کا یہ ایک تحفہ ہے جو وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیج رہا ہے۔

دلائل از قرآن مجید:

﴿..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب)

[بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر۔ اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو]

اس آیت شریفہ کو ”اِنَّ“ کے لفظ سے شروع فرمایا گیا جو نہایت تاکید کی دلیل ہے۔ مزید برآں مضارع کا صیغہ استعمال کیا گیا جو استمرار اور دوام کی دلیل ہے۔ مفہوم یہ ہوا کہ یہ قطعی چیز ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ پر اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے درود بھیجنے کی نسبت پہلے اپنی طرف کی پھر فرشتوں کی طرف پھر مومنوں کو حکم دیا کہ۔ تم بھی درود بھیجو، احسان کا بدلہ چکانا مکارم اخلاق میں سے ہے اور نبی اکرم ﷺ ہمارے محسن اعظم ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی مکافات کا طریقہ بتا دیا۔ نبی اکرم ﷺ کی شان محبوبیت کا عجب عالم کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ شہادت میں آپ ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ذکر فرمایا۔ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ۔ آپ کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ اور آپ پر درود کو اپنے درود کے ساتھ شریک فرمایا۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں:

اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانہ پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کی شان کے لائق رحمت اترتی ہے اور مانگنے والے پر ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں۔ اب جس کا جتنا بھی جی چاہے اتنا

حاصل کرے۔

دلائل از احادیث

● نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ
وَاجِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (رواہ مسلم والبوداد)

[حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ
جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے]

● طبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا
ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ
تعالیٰ اس پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے۔ اور جو مجھ بندہ مجھ پر سو دفعہ درود شریف
بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ہزارہ من النفاق و ہزارہ من النار لکھ دیتے ہیں۔

● علامہ سخاویؒ نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت
کے دن عرش کے سائے میں ہوں گے۔ ایک جو مصیبت زدہ کی مصیبت ہٹائے،
دوسرے جو میری سنت کو زندہ کرے، تیسرے جو میرے اوپر کثرت سے درود
بھیجے۔

● حضور نبی کریم ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ

(رواہ ترمذی و ابن حبان)

[قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو
سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا]

● ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا

مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے اور جو یہ چاہے کہ اس کے اعمال بہت بڑی ترازو میں تئیں اس کو چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔

● زادا السعید میں لکھا ہے کہ قیامت میں کسی مؤمن کی نیکیاں کم ہو جائیگی تو رسول اللہ ﷺ ایک پرچہ سر انگشت کے برابر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ وہ کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت و سیرت کیسی اچھی ہے آپ فرمائیں گے ”میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔ تیری حاجت کے وقت میں نے اس کو ادا کر دیا۔“

● ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَ حِينَ يُمَسِّي عَشْرًا أَذَرَ كُنْهَ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ طبرانی)

جو مجھ پر صبح اور شام دس دس مرتبہ درود پڑھے اس کو قیامت کے دن میری شفاعت پہنچ کر رہے گی۔

● امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے بنی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی ہر روز مجھ پر سو دفعہ درود شریف بھیجے اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی۔ تیس دنیا کی باقی آخرت کی۔

مشائخ نقشبند اسی لئے سالکین طریقت کو صبح و شام سو سو مرتبہ درود پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں

درود شریف کے فوائد

کتب حدیث اور مشائخ سے کثرت درود کے بے شمار فوائد منقول ہیں، جن کو بیان کرنے کیلئے مستقل ایک کتاب چاہئے یہاں کچھ فوائد اختصار کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

- گناہوں کا کفارہ ہونا۔
- درجات کا بلند ہونا۔
- اعمال کا بڑی ترازو میں تلنا۔
- ثواب کا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہونا۔
- خطرات سے نجات پانا۔
- نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہونا۔
- آپ کا گواہ بننا۔
- عرش کا سایہ ملنا۔
- حوض کوثر پر حاضری نصیب ہونا۔
- قیامت کے دن کی پیاس سے بچنا۔
- پل صراط پر سہولت سے گزرنا۔
- جہنم سے خلاصی ہونا۔
- مرنے سے پہلے مقرب ٹھکانا دیکھ لینا۔
- ثواب کا بیس جہادوں سے زیادہ ہونا۔
- نادار کے لئے صدقہ کا قائم مقام ہونا۔

- مال میں برکت ہونا۔
- پڑھنے والے کے بیٹے اور پوتے کا منتفع ہونا۔
- دشمنوں پر غلبہ پانا۔
- نفاق سے بری ہونا۔
- دل کا رنگ دور ہونا۔
- لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونا۔
- جو شخص ساری دعاؤں کو درود بنائے۔ اس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی کفایت ہونا۔
- خواب میں بنی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہونا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

☆☆☆

⑥ رابطہ شیخ

دین سیکھنے کے لئے شیخ سے رابطہ رکھنا

تمام معمولات کا اصل اصول رابطہ شیخ ہے۔ اگرچہ کہ معمولات میں یہ چھٹے نمبر پر درج کیا گیا ہے لیکن اس کی پابندی سے نہ صرف تمام معمولات کی پابندی نصیب ہو جاتی ہے بلکہ ان کی حقیقت، غرض و غایت اور نتیجہ بھی اسی سے ہی سامنے آتا ہے۔ رابطہ شیخ سے مراد ہے دین سیکھنے کے لئے شیخ سے رابطہ رکھنا۔ شیخ سے رابطہ ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے ہونا چاہئے۔

ظاہری رابطہ تو یہ ہے گا ہے بگا ہے حاضر خدمت ہونا، یا خط و کتابت یا ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے اپنے حالات سے شیخ کو باخبر رکھنا اور ان کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا۔ سالک جس قدر ظاہری رابطہ بڑھائے گا اسی قدر شیخ سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوگا اور اس کی محبت میں رسوخ پیدا ہو کر باطنی رابطہ کی راہ ہموار ہوگی۔ البتہ شیخ کی خدمت میں آنے جانے اور رہنے میں اس بات کا خیال رکھے کہ کسی ایسے وقت میں حاضری کی کوشش نہ کرے کہ جب شیخ کے دل میں کچھ گرانی پیدا ہونا متوقع ہو یا ان کا کوئی معمول متاثر ہوتا ہو۔ بہتر یہ ہے کہ جب آنا ہو یا کہیں سفر میں ساتھ چلنا ہو تو شیخ سے پہلے اجازت لے لے۔ شیخ کی خدمت میں آداب شیخ کا پورا پورا خیال رکھے گا تو انشاء اللہ باطنی نعمت سے مالا

مال ہوگا۔ شیخ کے آداب فقیر کی کتب شجرہ طیبہ اور باادب بانصیب سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

باطنی رابطہ سے مراد یہ ہے کہ سالک جہاں کہیں بھی ہو شیخ کے روبرو ہو یا دور ہو اس کے باطن میں شیخ کی محبت ایسی رچ بس چکی ہو کہ شیخ کی منشاء کا خیال اس کے دل پر حاوی ہو چکا ہو اور اس کے تمام امور اس کے مطابق ہو جائیں۔ جب سالک کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو اس کو شیخ سے فیض ہر وقت تسلسل سے ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس شخص کیلئے جسمانی فاصلے پھر اخذ فیض میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ وہ دور بیٹھا بھی شیخ سے وہ فائدہ حاصل کر رہا ہوتا ہے جو شیخ کے پاس غفلت سے رہنے والے حاصل نہیں کر پاتے۔ کیونکہ اس کا دل شیخ کے دل سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ شیخ کی روحانی اور ایمانی کیفیات کیونکہ درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہوتی ہیں۔ لہذا یہ شخص بھی ان سے بالواسطہ منفع ہوتا رہتا ہے اور اس کے کمالات سے وافر حصہ پاتا ہے۔

رابطہ شیخ سالک کے لئے چونکہ بہت ہی نافع اور موصل ہے لہذا بعض اوقات مشائخ سالکین کو بطور علاج تکلفاً تصور شیخ کا شغل بتاتے ہیں تاکہ وسوس منقطع ہو جائیں اور شیخ کی محبت حاوی ہو جائے۔ لیکن چونکہ یہ کم نہیں اور کم علمی کا دور ہے اور لوگوں کا عقائد کے فساد میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ ہے اس لئے تصور شیخ کی ہدایت تو نہیں کی جاتی تاہم یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ مراقبہ میں یہ تصور کریں کہ میرا قلب شیخ کے قلب سے ملا ہوا ہے اور شیخ کے قلب سے فیض میرے قلب میں آ رہا ہے۔ اسے رابطہ قلبی کہتے ہیں۔ اور جب بھی شیخ کی خدمت میں جائے تو رابطہ قلبی کے ساتھ رہے۔ یہ حصول فیض کیلئے بہت ہی نافع ہے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ شیخ سے ظاہری رابطہ ہی مقدمہ ہے باطنی رابطہ کا۔

کیونکہ جب کثرت سے شیخ کے خدمت میں آنا جانا رکھیں گے تو شیخ سے قلبی مناسبت پیدا ہوگی اور ان کے کمالات کا مشاہدہ ہوگا جس سے شیخ کی محبت میں رسوخ حاصل ہو جائے گا اور یہی محبت ہی رابطہ شیخ کا تمام تر اصل اصول ہے۔ جس قدر اس میں اضافہ ہوگا اسی قدر رابطہ شیخ کی حقیقت نصیب ہوگی۔

قرآن مجید سے دلائل:

دلیل نمبر ۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (النہل: ۱۵)

(ان لوگوں کے راستے پر چلو جو میری طرف رجوع کر چکے ہوں)

پیر و مرشد میں چونکہ انابت الی اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے لہذا ان کی پیروی کرنا آیت بالا کے مطابق حکم الہی کی تعمیل ہے۔ اتباع کے لئے اطلاع ضروری ہوتی ہے اور اسی کو رابطہ شیخ کہتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي

سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدہ: ۳۵)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب ڈھونڈو اور اللہ تعالیٰ کی راہ

میں جہاد کیا کرو، امید ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے]

محققین تفسیر کا فرمان ہے وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ میں مرشد پکڑنے کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور انسان کی اصلاح کا سبب بنتا ہے۔ جب کہ

”وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ“ میں نفس کے خلاف مجاہدے (اشغالِ تصوف) کی طرف اشارہ ہے حدیثِ پاک میں ہے

الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ (مشکوٰۃ شریف)

[مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جہاد کرے]

دلیل نمبر ۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبة: ۱۱۹)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو]

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”اس جگہ قرآن کریم نے علماءِ صلحاء کی بجائے صادقین کا لفظ اختیار فرما کر عالم و صالح کی پہچان بتلا دی کہ صالح صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، نیت و ارادے کا بھی سچا ہو، قول کا بھی سچا ہو عمل کا بھی سچا ہو“ (معارف القرآن)

صاف ظاہر ہے کہ آج کے دور میں صادقین کا مصداق مشائخِ عظام ہی ہیں۔

دلیل نمبر ۴

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں ”أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

[اللہ تعالیٰ نے صرف ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ کے الفاظ پر

کفایت نہیں کی بلکہ ”صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ بھی ساتھ

فرمایا۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مرید کے مقامات ہدایت اور

مکاشفہ تک پہنچنے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ وہ ایسے شیخ و رہنما کی اقتدا کرے جو اسے سیدھے راستے پر چلائے اور گمراہیوں اور غلطیوں کے مواقع سے بچائے اور یہ اس بنا پر ضروری ہے کہ اکثر مخلوق پر حق اور کوتاہی غالب ہے اور ان کے عقول واذہان حق تک پہنچنے اور صواب کو غلط سے تمیز کرنے میں پورے نہیں اترتے تو پھر ایسے کامل کی اقتدا ضروری ہے جو ناقص کی رہنمائی کرے۔ تاکہ ناقص کی عقل، کامل کے نور سے قوت پکڑے۔ ایسا ہی کرنے سے ناقص (انسان) سعادتوں کے مدارج اور کمالات کی سیڑھیوں کو عبور کر سکتا ہے]

پس مرشد مربی کی ضرورت کے لئے یہ دلیل اتمام حجت کا درجہ رکھتی ہے۔

دلیل نمبر ۵

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

“(النساء: ۶۵)

علامہ سید امیر علی طبع آبادی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”اس آیت میں دلالت ہے کہ بندہ گنہگار اگر کسی بندہ صالح و پرہیزگار سے دعا کروائے تو قابل قبولیت ہوتی ہے اور جو لوگ اس زمانہ میں پیروں کے مرید ہوتے ہیں وہ بھی یہی تو بہ ہے“

(تفسیر مواہب الرحمن: صفحہ ۱۰۹)

آیات بالا سے یہ ثابت ہوا کہ آج کے دور میں بھی جو بندہ گنہگار کسی شیخ کامل قبیح شریعت و سنت کو تلاش کرے گا۔ وہ ”وَ ابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ“ پر عمل کرے گا۔ اگر اس شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت تو پھر کرے گا ”إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ“ پر عمل کرے گا۔ اگر شیخ کامل کی صحبت میں بیٹھے گا تو ٹکونوا مع

الصَّادِقِينَ كَاثِبًا پائے گا۔ اگر شیخ کامل کے پند و نصائح پر عمل کرے گا تو ”وَأَتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ“ پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوگا۔ یہی راستہ ”صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ کا مصداق ہے جس پر چلنے کی ہر چھوٹا بڑا صبح و شام دعائیں کرتا ہے۔

احادیث سے دلائل:

فطرت انسانی ہے کہ وہ نفوس سے جتنا اثر لیتی ہے نقوش سے اتنا اثر نہیں لیتی۔ گو کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے قرآن کی آیات نازل ہوتی تھیں مگر اس کے باوجود ان پر خشیت و حضوری کی جو کیفیت نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہوتی تھی وہ غیب میں نہیں ہوتی تھی۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

دلیل نمبر ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے مدینہ کی ہر چیز منور ہو گئی تھی اور جس دن آپ کا وصال ہوا تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہو گئی تھی اور ہم آپ ﷺ کو دفن کے بعد ہاتھ سے مٹی بھی نہ جھاڑ پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا تھا۔“

پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ہستیوں نے بھی تسلیم کیا کہ ان کی جو کیفیت نبی علیہ السلام کی صحبت میں ہوتی تھی وہ بغیر صحبت کے نہیں ہوتی تھی جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔ آج بھی مریدان باصفا اپنے مشائخ کی صحبت میں رہ کر ان سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲

مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حظلہ ؓ گھر سے یہ کہتے ہوئے نکلے ”نَافِقٌ حَنْظَلُهُ“ [حظلہ منافق ہو گیا] راستے میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے ملاقات ہوئی۔ وہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو، ہرگز نہیں۔ حضرت حظلہ ؓ نے صورتحال بیان کی کہ جب ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور حضور ﷺ دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں گویا وہ دونوں ہمارے سامنے ہیں۔ جب حضور ﷺ کے پاس سے گھر واپس آ جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائیداد وغیرہ کے دھندوں میں پھنس کر اس کو بھول جاتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا، یہ کیفیت تو ہمیں بھی پیش آتی ہے۔ پس دونوں حضرات نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر صورتحال بیان کی تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہے جیسا میرے سامنے ہوتا ہے تو فرشتے تم سے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں“ لیکن بات یہ ہے کہ حظلہ ! ”گا ہے گا ہے“ (یعنی گا ہے حضوری کی کیفیت عروج پر ہوتی ہے اور گا ہے اس میں کمی آ جاتی ہے تاکہ معاشی و معاشرتی نظام درست رہے) فیضانِ صحبت کی اس سے زیادہ واضح مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔

دلیل نمبر ۳

حدیث پاک میں وارد ہے کہ ایک صحابی ؓ کو نظر لگ گئی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ”الْعَيْنُ حَقٌّ“ (نظر اثر کرتی ہے) (ترمذی کتاب الآداب) اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس نظر میں عداوت ہو، حسد ہو، بغض ہو، کینہ

ہو، وہ نظر اپنا اثر دکھا سکتی ہے تو جس نظر میں محبت ہو، شفقت ہو، رحمت ہو، اخلاص ہو، وہ نظر کیوں اثر نہیں دکھا سکتی۔ یہ اللہ والوں کی نظر ہی تو ہوتی ہے جو گناہوں میں تھمرے ہوئے انسان میں احساسِ ندامت پیدا کرتی ہے اور رب کے دربار میں رب کا سوالی بنا کر کھڑا کر دیتی ہے

۔ نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دلیل ۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم نے ارشاد فرمایا:
الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ

(ابوداؤد، ترمذی)

[ہر شخص اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے پس اس کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس شخص سے دوستی کر رہا ہے]

حدیث بالا کے مطابق انسان اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے پس سالک کو چاہئے کہ وہ شیخ کی صحبت کو لازم پکڑے ان کو اپنا خلیل اور اپنا رہبر و رہنما جانے تاکہ ان کی مانند دین کے رنگ میں رنگ جانا آسان ہو، ترمذی شریف کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا لَا تَصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا (ایمان دار کے علاوہ کسی کو دوست مت بناؤ) یہی صحبت شیخ اور رابطہ شیخ ہے۔

دلیل ۵

حدیث پاک میں میں ہے

الْمَوءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (بخاری و مسلم)

(ہر شخص کا حشر و نشر اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا)

یہ حدیث مبارکہ سالکین طریقت کی تسلی کے لئے کافی ہے۔ سالک اگر اپنے شیخ سے رابطہ مضبوط سے اضبط بنائے گا تو اپنے دل میں شیخ کی محبت بھی شدید پائے گا یہی علامت ہے قیامت کے دن الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ کا مژدہ جانفزا سننے کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّيْتَ (تو اس کے ساتھ ہوگا جسکے ساتھ تو نے محبت کی)
اب اس بات کو اگر مزید گہرائی میں سوچیں تو آج جو سالک اپنے کسی شیخ کامل کے ساتھ محبت کرتا ہے تو انجام کار کے طور پر اسے اپنے شیخ سے ملادیا جائیگا۔ اسی طرح اس شیخ کو اپنے شیخ سے اور ہوتے ہوتے یہ سلسلہ حضور علیہ السلام تک پہنچے گا۔ گویا اس پوری کی پوری چین کو، اس لڑی کو آخرت میں نبی علیہ السلام کے ساتھ اکٹھا کر دیا جائے گا کیوں؟ اس لئے کہ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

دلیل نمبر ۶

حدیث پاک میں ہے۔

عَلَيْكُمْ بِمَجَالِسَةِ الْعُلَمَاءِ وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُخَبِّرُ الْقُلُوبَ الْمَيِّتَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا تُخَبِّرُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَ بِمَاءِ الْمَطَرِ (الترغیب والذہیب)

(تمہارے اوپر علماء کی ہم نشینی اور ادا نا لوگوں کی باتیں سننا فرض لازم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت کے نور کیساتھ مردہ دلوں کو زندہ فرماتے ہیں۔

جس طرح بنجر زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کرتے ہیں)

صحت شیخ میں وقت گزارنا اسی فرمان نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونا ہے۔

دلیل نمبر ۷

حضرت ابوسعیدؓ سے ایک حدیث پاک میں بنی اسرائیل کے ایک قاتل کا قصہ منقول ہے جس نے ۷۰۰ قتل کئے پھر نادم و شرمندہ ہوا تو کسی نے اسے صلحاء کی بستی میں جانے کے لئے یوں کہا۔

اِنطَلِقْ اِلَى اَرْضٍ كَذَا وَ كَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يُّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى
فَاَعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ (ریاض الصالحین)

[فلاں فلاں علاقہ میں چلے جاؤ، ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے لوگ ہوں گے، تم بھی ان کے ساتھ عبادت میں لگ جاؤ]
سالک جب اپنے شیخ کی خانقاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہاں مریدین کا مجمع مصداق اُنَاسًا يُّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى کا مصداق بن کر موجود ہوتا ہے لہذا اسے فَاَعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ پر عمل کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

رابطہ شیخ کے فوائد

اصلاح نفس

رابطہ شیخ کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ انسان کی اصلاح آسان ہو جاتی ہے۔ آدمی جب شیخ کی نظر میں رہتا ہے تو وہ اس کے حسب حال روک ٹوک کرتے ہیں اور اس کو ایسے امور میں مشغول کرتے ہیں جن سے اس کے اندر کا جو ہر نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی ہے جیسے بہرہ راجوہری کے ہاتھ میں آتا ہے تو اس کی تراش خراش سے اس کے اندر نکھار آ جاتا ہے۔

دراصل انسان کا نفس بہت مکار ہے، وہ اپنے رذائل کو بھی فضائل بنا کر پیش کرتا ہے۔ لیکن جب انسان کسی شیخِ کامل کی نظر میں آتا ہے تو پھر اس کی حقیقت کو سمجھ کر اس کی اصلاح فرماتے ہیں۔ اور مرنے سے پہلے اگر اصلاح ہو جائے اور انسان صاف ستھرا ہو کر اپنے رب کے حضور پیش ہو جائے تو اس سے بڑی اور کوئی نعمت ہو سکتی ہے۔

مقامات کی بلندی

حقیقت یہ ہے کہ ہم نکلے اور نالائق ہیں قربِ الہی حاصل کرنے کیلئے جس درجے کی محنت کرنی چاہئے وہ نہیں کرتے۔ تاہم شیخ سے محبت اور رابطہ درجات کی بلندی اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اس بات کو سمجھنے کیلئے ایک حکایت بیان کی جاتی ہے۔

ایک چوٹی کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں کسی طرح خانہ کعبہ پہنچوں اور بیت اللہ کی زیارت کروں۔ لیکن وہ تو وہاں سے کوسوں دور تھی۔ وہ روزانہ سوچتی رہ جاتی کہ میں چھوٹی سی مخلوق ہوں بھلا وہاں کیسے پہنچ سکتی ہوں۔ ایک دفعہ جہاں وہ رہتی تھی کبوتروں کا ایک غول آگیا اور کھیتوں سے دانہ وغیرہ چھپنے لگا۔ چوٹی نے کیا کیا کہ ایک کبوتر کے پنجے سے چٹ گئی جیسے ہی کبوتر نے اڑان بھری وہ بھی اس کے ساتھ ہی اڑ گئی۔ آخر کار کبوتر خانہ کعبہ پہنچ گئے تو وہ بھی خانہ کعبہ پہنچ گئی اور اپنی مراد کو پالیا۔

تو شیخ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے سے یوں بھی ہو جاتا ہے کہ شیخ جس مقام پر پہنچتا ہے۔ اس کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے والا بھی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اگر تعلق ہی کمزور ہے تو پھر کیسے پہنچے گا۔ اس کی دلیل حدیث سے ملتی ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔

صحابہ کرام یہ کہتے ہیں جتنی خوشی ہمیں یہ حدیث سن کر ہوئی اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی۔ محدثین نے اس حدیث کے شرح میں یہ لکھا ہے کہ بہت سے کم مقام والے لوگ ہوں گے لیکن اعلیٰ مقامات والے لوگوں کی محبت کی وجہ سے ان کو جنت میں ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ اعلیٰ مقام حاصل کر لیں گے۔

اعلانِ مغفرت

بناری شریف کی ایک طویل حدیث ہے جس میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص کسی وجہ سے اللہ والوں اور صلحاء کی مجلس ذکر میں تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے ان ذکرین کی مغفرت کا اعلان فرمایا تو ایک فرشتے نے کہا کہ فلاں شخص تو بڑا خطا کار ہے اور وہ اس محفل میں ویسے ہی کسی ضرورت کی وجہ سے آگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے

هم القوم لا يشقى بهم جليسهم وله قد غفرت (مسلم)

یہ ایسی مقبول جماعت ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور شقی نہیں رہ سکتا۔ اس کیلئے بھی مغفرت ہے۔

اب بتائیں کہ جب ذکر و فکر کرنے والی جماعت میں آنے والے اس گنہگار شخص بھی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اپنی کسی غرض سے آیا ہو تو جو مرید شیخ کی محفل میں طالب بن کر آئے تو ذکر کی ان مجالس میں کیا اس کی مغفرت نہیں ہوگی؟

حلاوتِ ایمانی میں اضافہ

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں

یہ تین خصائل ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

- (۱) جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے تمام کائنات سے زیادہ محبت رکھتا ہو،
- (۲) جو کسی بندے سے محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ لئے
- (۳) جو ایمان عطا ہونے کے بعد کفر میں جانا اتنا ناگوار سمجھے جیسے آگ میں جانا،
(مشکوٰۃ: ص ۱۲)

اس حدیث پاک کے مطابق کسی سے صرف اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھنا حلاوت ایمان کا باعث بنتا ہے۔ ایک مرید کو اپنے شیخ سے جو محبت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوتی ہے۔ اس کا شیخ کی خدمت میں آنا جانا بھی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تعلق کی نسبت سے اللہ تعالیٰ اس بندے میں حلاوت ایمان پیدا فرما دیتے ہیں۔

امید شفاعت

اگر ہم کسی تتبع سنت شیخ سے رابطہ مضبوط رکھتے ہیں تو ممکن ہے کہ روز آخرت ان کی شفاعت کی وجہ سے ہماری بھی بخشش ہو جائے۔ اس لئے کہ احادیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بعض کالمین کو شفاعت کا حق دیں گے اور وہ اپنے ساتھ کتنے ہی لوگوں کے جنت میں جانے کا سبب بن جائیں گے۔

ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے تین دن تک تجلیہ اختیار کیا اور سوائے نمازوں کے اپنے حجرے سے باہر تشریف نہیں لائے۔ تیسرے دن جب تشریف لائے تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا تو کبھی نہیں ہوا آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر رکھ کر روتا رہا اور گڑگڑاتا رہا اور امت کی بخشش کی دعا کرتا رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ وعدہ فرمایا کہ قیامت کے دن وہ

میری امت کے ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں لے جائیں گے۔ اور پھر ان ستر ہزار بندوں کو یہ اختیار دیں گے کہ وہ اپنے ساتھ ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں لے جائیں۔ اب سوچیں کہ اگر ہم بھی اپنے اکابر سے تعلق کو مضبوط کریں گے تو ممکن ہے کہ کہیں ہمارا نمبر بھی لگ جائے۔

صحابہ کرامؓ سے مشابہت

حدیث میں آیا ہے کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَفَقَةُ الْاَنْبِيَاءِ ”علماء انبیاء کے وارث ہیں“ اور فرمایا کہ جس نے کسی عالم کی تعظیم کی ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری تعظیم کی۔ آج کے دور میں متبع سنت مشائخ ہی نبی علیہ السلام کے حقیقی وارث ہیں۔ آج ان کی محفلوں میں بیٹھنا ایسا ہی ہے جیسے آپ ﷺ کی محفل میں بیٹھنا۔

ہم کتابوں میں صحابہ کرامؓ کی نبی علیہ السلام سے عشق و محبت اور جان نثاری کی داستانیں پڑھتے ہیں۔ ان کی وعظ و نصیحت کی محفلیں، ان کی نشست و برخاست، ان کے نبی علیہ السلام کے ادب کے واقعات پڑھتے ہیں۔ لیکن ان واقعات کی حقیقی روح، اور صحابہ کرامؓ کی کیفیات کا صحیح ادراک و احساس وہی بندہ کر سکتا ہے جو آج کسی شیخ کی محفل میں جاتا ہے، اور شیخ کی خدمت میں رہتا ہے۔ گویا وہ صحابہ کی ان کیفیات سے حصہ پاتا ہے۔ اور جو بیچارے اس نعمت سے محروم ہیں وہ صحابہ کی ان کیفیات کو سمجھنے سے بھی محروم ہیں۔ کیونکہ فقط پڑھ لینا اور چیز ہے اور اس عمل سے گزرتا اور چیز ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مشائخ کی حقیقی محبت عطا فرمادے اور اتباع کامل نصیب فرمادے۔

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْزُقُنِي صَالِحًا

(حصہ ب)

ہدایات برائے سالکین

<http://islamicdubooks.net>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ

اللہ کا رنگ اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں (البقرہ: ۱۲۸)

ہدایات برائے سالکین

سلسلہ کے اوراد و وظائف کی تفصیل تو اوّل حصے میں بتا دی گئی۔ اب ضروری محسوس ہوتا ہے کہ طالبین کی رہنمائی کیلئے بعض اصولی باتیں بھی بیان کر دی جائیں کہ جن پر عمل کرنا اثنائے سلوک بہت ضروری ہے۔ جس طرح کوئی بیمار ڈاکٹر کے پاس جائے تو وہ اسے دوا بھی دیتا ہے اور ساتھ کچھ پرہیز بھی بتاتا ہے۔ معمولات نقشبندیہ کی حیثیت دوا کی مانند ہے اور ان باتوں کی حیثیت پرہیز کی مانند ہے۔ جس طرح پرہیز پر عمل نہ کیا جائے تو دوا کا خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح ان باتوں پر عمل نہ کرنے سے معمولات کے انوارات و تجلیات زائل ہونے لگتے ہیں اور اگر عمل کر لیا جائے تو نور علی نور ہوتا ہے اور سالک کی باطنی ترقی میں کئی چند اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ باتیں درج ذیل ہیں۔

① سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اوراد و وظائف پر عمل کرنے میں ہمیشہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت رکھیں۔ ان کے کرنے میں انوارات و تجلیات کا رنگ دیکھنا مقصود ہونہ و جد و سرور حاصل کرنا اور نہ بزرگ بننا مطلوب ہو۔

② اوراد و اذکار ہمیشہ با وضو ہو کر کریں، بلکہ سالک کو تو ہر وقت با وضو رہنے کی عادت کو اپنانا چاہئے۔ جب ظاہری طہارت کو اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ باطنی صفائی بھی عنایت فرمادیں گے۔

③ اوراد و وظائف کو ہمیشہ اہل محبت اور اہل عشق کی طرز پر محبت اور ذوق و شوق

سے کریں نہ کہ صرف وظیفہ پورا کرنا مقصود ہو۔

⑤ ذکر اذکار کرنے سے پہلے توقف کریں اور اپنی فکر اور خیال کو متحضر کر لیں تاکہ یکسوئی حاصل ہو جائے۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ ذکر و مراقبہ سے پہلے موت کو یاد کر کے دنیا کی بے ثباتی کو سوچے تاکہ دل گرم ہو جائے اور وظائف کے کرنے میں ذوق و شوق پیدا ہو جائے۔ اس ضمن میں شیخ سے تعلق اور محبت کا خیال بھی نافع ہو سکتا ہے۔

⑥ اذکار و مراقبات میں انوارات و تجلیات کا نظر آبا اسباق کے کرنے میں معاون تو ہے مقصود نہیں ہیں۔ ان کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے۔ اگر آپ باقاعدگی سے معمولات کرتے ہیں تو اللہ کی طرف سے اس توفیق کا حاصل ہو جانا ہی بہت بڑی عنایت ہے۔ اور یہ علامت ہے اللہ کی طرف سے قبولیت کی۔

⑦ خوابوں کے شہزادے نہ بنیں۔ بعض خواب سچے ہوتے ہیں اور بعض خیالی اوہام ہوتے ہیں۔ ان کو کامیابی اور بشارت کا مدار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کامیابی کا مدار یہی ہے کہ آپ کو شریعت سے محبت اور اس کی پابندی کس حد تک نصیب ہے۔

⑧ مختلف اوقات اور حالات میں پڑھی جانے والی تمام مسنون دعاؤں کو یاد کر لیں اور ان کو اپنے اپنے مواقع پر پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ یہ چیز دوام ذکر یعنی وقف قلبی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ ادعیہ مسنونہ کیلئے فقیر کی کتب شجرہ طیبہ، اور پیارے رسول کی پیاری دعائیں ملاحظہ کریں۔

⑨ شیخ سے اپنے تعلق اور رابطے کو مضبوط بنائیں۔ خط و کتابت یا فلی فون پر اپنے احوال بتاتے رہیں اور وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں اپنی اصلاح کی نیت سے حاضر ہوتے رہیں۔ شیخ کے آداب کا بہت خیال رکھیں کہ تھوڑی سے بے ادبی اس راہ میں سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آداب شیخ فقیر کی کتب تصوف و سلوک اور شجرہ

طیبہ سے ملاحظہ کریں۔

⑤ سنت نبوی پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنائیں۔ روزمرہ معمولات میں جس قدر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مماثلت ہوگی اسی قدر محبوبیت میں اضافہ ہوگا اور وصول الی اللہ جلد نصیب ہوگا۔

⑥ حلال اور طیب رزق کا اہتمام کریں۔ مشتبہ لقمہ سے پرہیز کریں۔ اس سے عبادات غیر مقبول ہو جاتی ہیں اور باطن کا نور جاتا رہتا ہے۔ دل غیر سے خالی ہو اور پیٹ حرام سے خالی ہو تو ہر اسم اسم اعظم ہوتا ہے۔

⑦ فرض نمازوں کا خوب اہتمام فرمائیں۔ تمام نمازیں مسجد میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ اور حضور قلب کے ساتھ ادا کریں۔ اول حضور کی نماز کی یہ ہے کہ معافی سمجھ کر نماز پڑھے۔ اگر ہم ظاہری طور پر نماز کو درست کر لیں گے تو باطنی درستی اللہ تعالیٰ فرمادیں گے۔ جو بندہ اپنی نماز کو درست نہیں کر سکتا وہ باقی معاملات کو کیسے درست رکھ سکتا ہے۔

⑧ تہجد کی نماز اپنے اوپر لازم کر لیں۔ راہ طریقت میں یہ نوافل فرض کی مانند ہیں اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو یہ وحی نازل کی کہ جو بندہ میری محبت کا دعویٰ کرے اور رات آئے تو لمبی تان کر سو جائے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

۔ عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو

کچھ ہاتھ نہیں آتا بن آہ سحر گاہی

⑨ اپنی نظر کی حفاظت کریں اور اسے ناجائز جگہ پڑنے سے بچائیں۔ ایک لمحہ کی بد نظری انسان کی سالوں کی محنت کو ضائع کر دیتی ہے۔

⑩ غیر شادی شدہ حضرات کو چاہیے کہ روزے رکھا کریں۔ اس سے ایک تو نفس اور شہوت مغلوب ہوں گے دوسرا باطن میں نور پیدا ہوگا۔

⑤ شادی شدہ حضرات کو چاہیے کہ اپنی ازدواجی ذمہ داریوں کو باحسن و خوبی شریعت و سنت کے موافق پورا کرتے رہیں اور اپنے اہلخانہ کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھیں۔ بہت سے سالکین کو دیکھا کہ ذکر و عبادت میں اگرچہ خوب محنت کرتے ہیں لیکن گھر کے معاملات میں کوتاہی کرتے ہیں۔ لہذا حقوق العباد کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے سلوک میں رکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری کتاب ”مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول“ سے رہنمائی حاصل کریں۔

⑥ دوسروں کی دل آزاری سے بچیں، شرک کے بعد سب سے بڑا ظلم کسی کا دل دکھانا ہے۔

⑦ ہر معاملے کو اللہ کی طرف سے سمجھیں اور ہر حال میں اپنی توجہ اللہ کی طرف رکھیں۔ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا اگر اللہ نہ چاہے اور کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر اللہ نہ چاہے۔ نہ کوئی بندے کو بیمار کر سکتا ہے اور نہ بندے کا رزق باندھ سکتا ہے۔ لہذا جب بھی کوئی پریشانی ہو، کوئی دکھ، تکلیف ہو تو عالموں اور تعویذ گندوں کی طرف بھاگنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھولی پھیلائیں۔ اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اللہ تعالیٰ کو منائیں۔ ہر قسم کی پریشانی کیلئے اور ہر ضرر سے حفاظت کیلئے ایک ہی عمل کافی ہے جو مسنون بھی ہے اور مجرب بھی، اس کا معمول بنائیں۔ وہ یہ ہے کہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ، سورۃ فاتحہ اور چاروں قل پڑھ کر دم کریں، پانی پر دم کر کے پیئیں اور پلائیں اور رات کو پڑھ کر سویا کریں۔ انشاء اللہ ہر مضر چیز سے حفاظت رہے گی۔

⑧ تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں۔ ولایت کا تعلق ایمان اور تقویٰ سے ہے اور دونوں کا تعلق دل سے ہے۔

⑨ ذکر اذکار کے ساتھ کچھ مجاہدہ نفس بھی کرنا چاہئے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) قلت طعام (۲) قلت منام (۳) قلت کلام (۴) قلت اختلاط مع الانام
قلت طعام کا مطلب ہے کم کھانا۔ آج کل قوی کے کمزور ہونے کی بناء پر
 ہم یہ تو نہیں کہتے کہ متقدمین کی طرز پر اپنے آپ کو بھوکا رکھا جائے بلکہ زیادہ قوت
 بخش غذا میں استعمال کریں تاکہ کام بہتر کر سکیں۔ البتہ چٹور پن چھوڑ دیا جائے کہ
 ہر وقت منہ چلانے کی عادت ہو اور فضول چیزیں محض تفریحاً کھائی جائیں۔

قلت منام کا مطلب ہے کم سونا، اس میں بھی زیادہ مبالغہ نہ کیا جائے۔
 رات کو جلدی سو کر صبح تہجد کے وقت اٹھنے کی عادت بنائیں۔ اس میں بدن کیلئے
 راحت بھی ہے اور سنت کا ثواب بھی ہے۔

قلت کلام اور قلت اختلاط کا مطلب ہے۔ کم بولنا اور لوگوں سے کم ملنا۔
 اس مجاہدے کو البتہ اختیار کیا جائے۔ کہ اس میں صحت پر اثر نہیں پڑتا البتہ نفس پر
 بہت اثر پڑتا ہے جو کہ مطلوب ہے۔ کلام اور اختلاط میں قلت تو ہو ترک نہ ہو۔
 اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گفتگو اور مصاحبت جس سے اخروی فائدہ ہو اس کو اختیار
 کریں اور لایعنی کو چھوڑ دیں۔ اس سے انسان کی وہ تمام ذمہ داریاں بھی ادا ہو
 سکیں گی جو انسان پر فرض ہوتی ہیں۔

⑤ ذکر اذکار کرنے میں انسان کو کبھی قبض اور کبھی بسط کی حالت بھی پیش آتی
 ہے۔ اور یہ حالتیں الٹی بدلتی رہتی ہیں۔

قبض کی حالت میں ایک قسم کی بے ذوقی پیدا ہوتی ہے جس سے اذکار میں
 جی نہیں لگتا اور سالک پر مایوسی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس حالت میں بد دل ہو کر
 اسباق کو چھوڑ نہ دینا چاہئے۔ اس حالت میں استغفار کی کثرت کریں، شیخ کی
 صحبت میں جائیں اور معمولات پابندی سے کرتے رہیں۔ اللہ سے امید رکھیں
 گے اور استقامت اختیار کریں گے تو زیادہ اجر پائیں گے۔

بسط کی حالت میں سالک کو اپنی کیفیات بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ وجود و ذوق اور جذب و شوق کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی حضوری کی کیفیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے انعام پر شکر کریں اس سے نعمت میں اور اضافہ ہوگا۔ لیکن اپنی اس حالت پر نازاں نہ ہوں اور عاجزی اختیار کریں۔

❶ تصوف و سلوک کی محنت سے اگر آپ کو شریعت و سنت پر استقامت نصیب ہو رہی ہے تو سمجھیں کہ محنت و وصول ہو رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو سمجھ لیں کہ سب وجد و حال اور جذب و شوق بے معنی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسباق کی پابندی اور ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور ہمیں اپنے پیارے بندوں میں شامل فرمالے۔ آمین ثم آمین۔

واخر دعوتنا ان الحمد لله رب العلمین

